۱۲: ربیع الاول
شب میلاد کی افضلیت
تالیف
طارق انور مصباحی (کیرلا)
ناشر
مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی
(بھٹکل: کرناٹک)

{قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ}

(سورہ مائدہ:۱۵)

۱۲ : ربیع الاول

شب میلاد کی افضلیت

تالیف

طارق انور مصباحی

ناشر

مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی

(بھٹکل: کرناٹک)

اسم کتاب: شب میلاد کی افضلیت

تالیف: طارق انور مصباحی

(کیرلا: انڈیا)

پروف ریڈنگ: مولانا فیضان رضا رضوی

(بھٹکل: کرناٹک)

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء

ناشر: مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی

(بھٹکل: کرناٹک)

فہرست مضامین

مقدمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

فضائل ومناقب نبویہ ومحامد ومحاسن مصطفویہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں، اور انہیں کتنا بلند رتبہ عطا فرمایا، نہ انسانوں کو اس کا علم وادراک ہے، نہ ہی کسی کو اس کی اطلاع ہے۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ:

ع/ بعد از خدا بزرگ تر توئی قصہ مختصر

ارشاد الٰہی (اِنَّـا اَعْـطَیْـنٰـکَ الْکَوْثَرَ) سے انعامات کثیرہ سے سرفرازی کا قطعی ثبوت فراہم ہوتا ہے، لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے الطاف الٰہیہ کی کیفیت وکمیت کیا ہے؟ یہ ایک راز سربستہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(یَا اَبَا بَکْرٍ! لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ)

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات للعلامۃ الفاسی: ص۱۲۹)

(مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد: پاکستان)

ترجمہ: اے ابوبکر! درحقیقت مجھے میرے رب تعالیٰ کے علاوہ (کسی) نے پہچانا نہیں۔

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق خلیفہ راشد، ہادی ومہدی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حقیقت واقعیہ کا علم وادراک نہیں، پھر ماوشما کی کیا حقیقت؟

انعام عطا فرمانے والا رب کریم حی لایموت ہے، اور عالم برزخ میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ، اور عطاؤں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ الحاصل جو کچھ دربار الٰہی سے عطا ہوا، وہ بھی کثیر ہے، نیز رب تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور بھی عطا

فرمائے گا۔رب تعالیٰ کی جانب سے جود وعطا کا سلسلہ بلا توقف ہمیشہ جاری ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

{وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی: :وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی}

(سورہ ضحیٰ: آیت ۴،۵)

ترجمہ:اور بے شک پچھلی (گھڑی) تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے،اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔(کنز الایمان)

(۱)امام تاج الدین سبکی شافعی (۷۲۷ھ-۷۷۱ھ) نے رقم فرمایا:**{وَھُوَ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزْدَادُ کُلَّ یَوْمٍ شَرَفًا وَرُتْبَۃً اِلَی الْاَبَدِ}**(طبقات الشافعیہ ج۳ص ۴۱۱)

ترجمہ:حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دن ابد تک فضل وشرف اور درجہ ورتبہ کے اعتبار سے بڑھتے جائیں گے۔

توضیح: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات ومراتب روز افزوں ترقی پر ہیں۔

(۲)علامہ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے تحریر فرمایا:**{اِعْلَمْ اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ اَشْرَفُ الْمَخْلُوْقَاتِ وَاَکْمَلُھُمْ،فَھُوَ فِیْ کَمَالٍ وَزِیَادَۃٍ اَبَدًا -یَتَرَقّٰی مِنْ کَمَالٍ اِلٰی کَمَالٍ اِلٰی مَا لَا یَعْلَمُ کُنْھَہٗ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی، فَلَا مُحَالَ فِیْ تَزَایُدِ کَمَالِہٖ وَتَرَقِّیْہٖ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی نَفْسِہٖ بَعْدَ کَوْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلَ الْمَخْلُوْقَاتِ}**(الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۰:المکتبۃ الشاملہ)

ترجمہ:جان لو کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگی والے اور سب سے کامل ترین ہیں،پس وہ ہمیشہ کمال اور زیادتی میں ہیں۔ایک کمال سے دوسرے کمال کی جانب ترقی کرتے جاتے ہیں،اس کمال کی طرف جس کی حقیقت رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں،پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے اضافے

میں اور بہ نسبت خود ترقی کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے، گرچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلائق میں سب سے کامل ترین مخلوق ہیں۔

توضیح: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا، وہ بھی بہت زیادہ ہے، جس کو رب تعالیٰ نے بھی زیادہ (کوثر) کہا۔ رب تعالیٰ کے خزانہ رحمت میں بے شمار ولا تعداد نعمتیں ہیں۔ جس کو خزانہ ربانی سے کثیر ملے، اس کثرت کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟

گرچہ ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوقات میں سب سے عظیم ترین اور سب سے بلند رتبہ ہیں، لیکن اس کے باوجود لحہ بہ لحہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات و مراتب بڑھتے جارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراتب متناہی ہونے کے باوجود ''لاتقف عندحد'' سے متصف ہیں۔

کوثر کی تفسیر

(۱){حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ قَالَ فِی الْکَوْثَرِ–ھُوَ الْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ–قَالَ اَبُوْبِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ–فَاِنَّ النَّاسَ یَزْعَمُوْنَ اَنَّہٗ نَھْرٌ فِی الْجَنَّةِ–فَقَالَ سَعِیْدٌ: اَلنَّھْرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ}

(صحیح البخاری ج۲ص۹۷۴: تفسیر سورہ کوثر)

ترجمہ: حضرت ابوبشر نے حدیث بیان کی کہ ہم سے سعید بن جبیر تابعی نے حدیث بیان کی، وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ ابن عباس نے ''کوثر'' کے بارے میں فرمایا: کوثر وہ خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ ابوبشر نے کہا: میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے تو سعید بن جبیر نے فرمایا۔ نہر جو جنت میں ہے، اس خیر میں سے

ہے جواللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوعطا فرمایا ہے۔

(۲)امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (م۵۰۲ھ) رقم فرمایا:{الکوثر قیل ھو نھر فی الجنة یتشعب عنه الانھار–وقیل:بل ھو الخیر العظیم الذی اعطاہ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ–وقد یقال للرجل السخی کوثر ویقال–تکوثر الشئ کَثُرَ کثرةً متناھیةً} (المفردات فی غریب القرآن ج۱ص۷۰۳)

ترجمہ:کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس سے نہریں نکلتی ہیں اور کہا گیا: بلکہ کوثر خیر عظیم ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے عطا فرمایا اور سخی انسان کو''کوثر'' کہا جاتا ہے،اور کہا جاتا ہے:''تکوثر الشئ''۔چیز خوب زیادہ ہوگئی۔

(۳)مفسر اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ) نے تحریر فرمایا:{الکوثر ای الخیر المفرط الکثرة من العلم والعمل وشرف الدارین فوعل من الکثرة کنوفل من النفل وجوھر من الجھر}(روح البیان ج۱۰ص۵۰۴)

ترجمہ:کوثر یعنی بہت کثرت والا خیر یعنی علم وعمل اور دونوں جہاں کی بزرگی،مصدر کثرة سے فوعل کا صیغہ ہے جیسے نوفل،نفل سے،اور جوہر،جہر سے۔

(۴)امام علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی (۹۷۷ھ-۱۰۶۹ھ) نے تحریر فرمایا:

{قوله–الکوثر الخیر الخ–فوزنه فوعل وھو یکون اسمًا کجوھر وصفةً ککوثر وصیغته للمبالغة وموصوفه مقدر وھو الخیر کما ذکرہ المصنف رحمه اللّٰہ}(حاشیۃ الخفاجی علی البیضاوی ج۸ص۴۰۲)

ترجمہ: قاضی بیضاوی کا قول کوثر خیر الخ- پس اس کا وزن فوعل ہے،اور وہ اسم ہوتا ہے جیسے جوہر،اور صفت جیسے کوثر اور اس کا صیغہ مبالغہ کے لیے ہے،اور اس کا موصوف مقدر ہے،اور وہ خیر ہے جیسا کہ مصنف نے بتایا۔

(۵) علامہ علی بن محمد بغدادی المعروف بہ خازن (م ۷۲۵ھ) نے سورہ کوثر کی تفسیر میں رقم فرمایا: (**اصل الکوثر فوعل من الکثرة–والعرب تسمی کل شئ کثیر فی العدد او کثیر القدر والخطر کوثرًا–و قیل: الکوثر الفضائل الکثیرة التی فضل بها علیٰ جمیع الخلق**) (تفسیر خازن: جلد چہارم: ص۴۸۰)

ترجمہ: کوثر کی اصل کثرۃ سے فوعل (کا صیغہ) ہے، اور اہل عرب تعداد یا مقدار یا رتبہ میں زائد شئ کو کوثر کہتے ہیں اور ایک قول ہے کہ ''کوثر'' وہ فضائل کثیرہ ہیں جن کے ذریعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی۔

(۶) امام ابوحیان اندلسی (۶۵۴ھ-۷۴۵ھ) نے سورہ کوثر کی تفسیر میں تحریر فرمایا: (**والکوثر فوعل من الکثرة وهو المفرط الکثرة**) (البحر المحیط: جلد ہشتم: ص۳۹۰)

ترجمہ: کوثر، کثرۃ سے فوعل (کا صیغہ) ہے، اور کوثر خوب کثرت والا ہے۔

(۷) لفظ کوثر کی مختلف تفسیروں کے متعلق رقم فرمایا: (**وینبغی حمل هذه الاقوال علی التمثیل–لا ان الکوثر منحصر فی واحد منها**) (البحر المحیط: ج۸: ص۳۹۰)

ترجمہ: ان اقوال کو تمثیل پر محمول کرنا مناسب ہے، نہ کہ کوثر (خیر کثیر) ان میں سے کسی ایک میں منحصر ہے۔

اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح البخاری کی حدیث اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر و دیگر تفاسیر سے ظاہر ہوگیا کہ کوثر سے خیر کثیر مراد ہے۔

اب یہ مفہوم حد درجہ قوی ہوگیا کہ سورہ کوثر میں لفظ کوثر سے وہ خیر مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ اسی کو رب تعالیٰ نے لفظ کوثر سے تعبیر فرمایا جو مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت زیادہ عطا فرمایا۔

اب جس خیر کو خدا تعالیٰ بھی بہت زیادہ کہے، اس کی مقدار کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

رب تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سی نعمتیں عطا فرما کر اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو دوسروں کو دیں اور نہ چاہیں تو نہ دیں، یعنی آپ کو اختیار دیا جاتا ہے۔

(هٰذَا عَطَآءُ نَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَيْرِ حِسَابٍ) (سورہ ص: آیت ۳۹)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو اختیار عطا فرما رہا ہے، اور منکرین، خداوند قدوس کے عطا کردہ اختیارات کا انکار کرتے ہیں۔ وہابیہ کا انکار، ہٹ دھرمی کی ایک واضح مثال ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے آخری رسول حضور اقدس تاجدار دو جہاں سیدنا وسندنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب وفضائل، محاسن وکمالات ومحامد واوصاف کو بیان فرمایا ہے۔ ایک آیت مقدسہ کا ایک جز اور احادیث مقدسہ واقوال ائمہ کرام کی روشنی میں اس کی تفسیر منقوشہ ذیل ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: (تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، مِنْهُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ) (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا، اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ (کنز الایمان)

(۱) مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں قاضی ناصر الدین شیرازی بیضاوی (م ۶۸۵ھ) نے رقم فرمایا: {ورفع بعضهم درجٰت(بان فضله علٰى غيره من وجوه متعددة او بمراتب متباعدة وهو محمد صلى الله عليه وسلم فانه خصه بالدعوة العامة والحجج المتكاثرة والمعجزات المستمرة والأيات المتعاقبة بتعاقب الدهر والفضائل العلمية والعملية الفائتة للحصر والابهام لتفخيم

شأنه كأنه العلم المتعين لهذا الوصف المستغنى عن التعيين}

(تفسیر البیضاوی ج۱ص۵۴۹-دارالفکر بیروت)

ترجمہ:بعض رسول وہ ہیں،جنہیں درجوں بلند فرمایا،اس طرح کہ ان کو ان کے علاوہ پر متعدد طریقے سے یا اعلیٰ ترین مراتب کے ذریعہ فضیلت عطا فرمائی،اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت عامہ اور کثیر دلائل اور دائمی معجزات اور زمانہ کے پے در پے آنے کے سبب یکے بعد دیگرے آنے والی نشانیوں اور حصر وشمار سے باہر علمی وعملی فضائل کے ساتھ خاص فرمایا،اور ابہام (اسم مبارک کا ظاہر نہ فرمانا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان کو ظاہر فرمانے کے لیے ہے،گویا کہ یہ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے) علم متعین (خاص نام) کی طرح ہے،اس وصف کے سبب جو تعیین سے بے نیاز ہے۔

یہ وصف عظیم اور صفت بے نظیر یعنی سب سے افضل واعلیٰ ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے،پس اس وصف کا ذکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص نام مبارک (علم) کے ذکر کی طرح ہے،اس لیے اس وصف کو بیان کرنے کے بعد اسم مبارک کے ذکر سے بے نیازی ہوگئی۔اس بلند رتبہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی فائز ہی نہیں،پس اسم مبارک کا ذکر نہ کرنا موصوف کے تعین وتشخص میں خلل پذیر نہیں ہوگا۔

(۲)امام خازن علی بن محمد بغدادی شافعی (۶۷۸ھ-۷۴۱ھ) نے تحریر فرمایا:

(ورفع بعضهم درجٰت(يعنى محمدًا صلى الله عليه وسلم،رفع الله منصبه و مرتبته علٰى كافة سائر الانبياء بما فضله من الأيات البينات والمعجزات الباهرات فما اوتى نبى من الانبياء آية او معجزة الا اوتى نبينا محمد صلى الله عليه وسلم مثل ذلك وفضل محمد صلى الله عليه

وسلم علٰی غیرہ من الانبیاء باٰیات ومعجزات اخر مثل انشقاق القمر باشارتہ وحنین الجذع الذی حن عند مفارقتہ وتسلیم الحجر والشجر علیہ وکلام البھائم لہ شاھدۃ برسالتہ ونبع الماء من بین اصابعہ وغیر ذلک من الاٰیات والمعجزات التی لا تحصی کثرۃ)

(تفسیرالخازن: جلداول:ص۲۶۵-دارالفکر بیروت)

ترجمہ: بعض رسول وہ ہیں، جنہیں درجوں بلند فرمایا، یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ اور رتبہ تمام انبیائے کرام پر بلند فرمایا، ان کے ذریعہ جن روشن آیات اور غالب معجزات کے ذریعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت عطا فرمائی، پس جو کوئی نشانی یا معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کو عطا کیا گیا، اس کے مماثل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے علاوہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دی گئی دوسری نشانیوں اور معجزات کے ذریعہ، جیسے اشارہ سے چاند کا شق ہونا، اور استن حنانہ کا گریہ وزاری کرنا جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کے وقت رویا، اور شجر وحجر کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کہنا، اور چوپایوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑنا، اور ان کے علاوہ نشانیاں اور معجزات کہ کثرت کے سبب جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

ایسے عظیم رسول وپیغمبر گلستان آدم میں رونق افروز ہوئے۔ خوش بختوں نے دامن کرم کو مضبوطی سے تھاما، اور کائنات انسانیت میں خاصان دربار الٰہی یعنی حضرات انبیاو مرسلین علیٰ رسولنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ تمام سے افضل واعلیٰ قرار پائے۔ ہاں، اسی

عہد میں، بلکہ انہیں کے ساتھ بعض وہ بھی تھے کہ کلمہ پڑھ کر بھی بہت ہی بدتر شمار کیے گئے۔

قرآن مجید میں ارشاد الٰہی وارد ہوا:

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) (سورہ نساء: آیت ۱۴۵)

ترجمہ: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔ (کنز الایمان)

یہ ایسے بدتر لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن بھی تسلیم نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ)

(سورہ بقرہ: آیت ۸)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے، اور وہ ایمان والے نہیں۔ (کنز الایمان)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات ومراتب کا بیان قرآن مجید، احادیث مقدسہ اور فقہا ومحدثین، اولیا ومحققین کے کلام میں موجود ہے۔

ایک حدیث درج ذیل ہے:

(۱) محدث حافظ ابن شاہین بغدادی (۲۹۷ھ-۳۸۵ھ) نے نقل فرمایا:

(عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ سِوَی النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ-وَاخْتَارَ لِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَةً فَجَعَلَهُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ،وَفِیْ کُلِّ اَصْحَابِیْ خَیْرٌ-اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ) (الکتاب اللطیف: جلد اول: ص ۲۱۰-مکتبۃ الغرباء الاثریہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو حضرات انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سارے جہاں پر فضیلت عطا فرمائی، اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لیے منتخب فرمایا تو انھیں میرے صحابہ میں سب

سے افضل بنایا،اور میرے تمام صحابہ میں خیر وفضیلت ہے۔(وہ چار)ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ہیں:(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(۲) محدث شہیر ملاعلی قاری مکی حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے تحریر فرمایا:

(من القواعد المقررة ان العلماء والاولیاء من الامة لم یبلغ احد منهم مبلغ الصحابة الکبراء) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج۱۵:ص۳۷۰)

ترجمہ: ثابت شدہ قواعد میں سے ہے کہ امت کے علماواولیا میں سے کوئی شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔

اسی دربار اعظم سے وابستہ ہوکر کوئی عرش کی بلندیوں تک عروج پا گیا اور کوئی جہنم کی گہرائیوں میں جا گرا۔ایسا اسی وقت ہوتا ہے،جب انسان حق کو پہچان کر بھی ناحق کو اپنائے۔

اہل باطل حق کو پہچانتے ہیں،لیکن باطل کی جانب لپکتے ہیں،جیسے گناہوں کا عادی انسان جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے۔کبھی کسی مادی فائدہ،یا حسد ورقابت،یا قومی غیرت وحمیت ،یا اسی قسم کے اسباب وعلل کی بنیاد پر لوگ باطل سے چمٹے رہتے ہیں۔اب جسے آخرت کی بھلائیاں درکار ہوں،وہ حق کی طرف آئے۔جو دنیا کا طلبگار ہے،اسے اختیار ہے۔اللہ تعالیٰ ہم تمام کو قبول حق اور عمل برحق کی توفیق عطا فرمائے:آمین یار بنا آمین

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا(**وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ-فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا**) (سورہ کہف: آیت ۲۹)

ترجمہ:اورفرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہےتو جو چاہے،ایمان لائے،اور جو چاہے،کفر کرے،بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کررکھی ہے۔

(کنزالایمان)

روضہ منورہ کی افضلیت

(۱) علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

(وفی خلاصة الوفاء للسمهودی رحمه اللّٰه تعالٰی-نقل عیاض وقبله ابو الولید وغیرهما الاجماع علٰی تفضیل ما ضم الاعضاء الشریفة حتّٰی علی الکعبة کما قاله ابن عساکر فی تحفته وغیره-بل نقل التاج السبکی عن ابن عقیل الحنبلی:انها افضل من العرش-وصرح التاج الفاکهی بتفضیلها علی السمٰوات-بل قال الظاهر المتعین:تفضیل جمیع الارض علی السماء لحلوله علیه الصلٰوة والسلام فیها-وحکاه بعضهم عن الاکثرین لخلق الانبیاء منها ودفنهم بها) (تنقیح الفتاوی الحامدیہ: جلد ہفتم: ص ۴۲۷)

ترجمہ: علامہ نورالدین سمہودی کی ''خلاصۃ الوفا'' میں ہے: قاضی عیاض مالکی اوران سے پہلے امام ابوالولید باجی مالکی وغیرہما نے اس حصہ کے (تمام زمین سے افضل ہونے) یہاں تک کہ کعبہ سے افضل ہونے پر اجماع نقل کیا جو (حضور اقدس تاجدار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے) اعضائے شریفہ سے متصل ہے، بلکہ امام تاج الدین سبکی شافعی نے امام ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا کہ وہ (اعضائے مبارکہ سے متصل زمین کا حصہ) عرش سے افضل ہے، اورتاج فاکہانی نے اس حصہ کے آسمانوں سے افضل ہونے کی صراحت کی۔

امام تاج فاکہی نے فرمایا: بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمین کے اندر جلوہ فرما ہونے کی وجہ سے تمام زمین کا آسمان سے افضل ہونا ظاہر ومتعین ہے، اوربعض علمانے اس قول کو اکثر علما سے نقل کیا حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمین سے پیدا ہونے اور زمین میں دفن ہونے کی وجہ سے۔

(۲) امام احمد رضا قادری حنفی (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تحریر فرمایا: ''زمین آسمان سے افضل ہے، خصوصاً محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ وافضل ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: ص ۱۲۲-رضا اکیڈمی ممبئ)

فالحمد للہ الذی ہدانا الی الصراط المستقیم وعلیٰ رسولہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین ::والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین::علیہم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وعشاقہ اجمعین

شب ولادت اقدس افضل یا شب قدر؟

(۱) کیا بروز دوشنبہ بھی روز جمعہ کی طرح قبولیت دعا کا وقت ہے؟

(۲) کیا شب ولادت اقدس نبوی،شب قدر سے افضل ہے؟

جواب سوال اول

(۱) شارح بخاری علامہ شہاب الدین بن احمد مصری قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) نے تحریر فرمایا:{**وانما کان فی شهر ربیع علی الصحیح-ولم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا فی رمضان ولا غیرها من الاشهر ذوات الشرف،لانه علیه السلام لا یتشرف بالزمان-وانما الزمان یتشرف به کالاماکن فلو ولد فی شهر من الشهور المذکورة،لتوهم انه تشرف بها فجعل اللّٰه تعالیٰ مولده صلی اللّٰه علیه وسلم فی غیرها لیظهر عنایته به وکرامته علیه:**

واذا کان یوم الجمعة الذی خلق فیه آدم علیه السلام خص بساعة لایصادفها عبد مسلم یسأل اللّٰه فیها خیرًا الا اعطاه ایَّاه-فما بالک بالساعة التی ولد فیها سید المرسلین، ولم یجعل اللّٰه تعالیٰ فی یوم الاثنین ،یوم مولده صلی اللّٰه علیه وسلم من التکلیف بالعبادات ما جعل اللّٰه تعالیٰ فی یوم الجمعة، المخلوق فیه آدم،من الجمعة والخطبة وغیر ذلک

اکرامًا لنبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالتخفیف عن امتہ بسبب غایۃ جودہ-قال تعالیٰ: {وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین }ومن جملۃ ذلک عدم التکلیف} (المواہب اللدنیہ ج اص۱۴۲-المکتب الاسلامی بیروت)

ترجمہ: ولادت اقدس صحیح قول کے مطابق ماہ ربیع الاول میں ہوئی،اورمحرم میں نہ ہوئی، نہ رجب میں، نہ رمضان میں، نہ ان کے علاوہ شرف وفضل والے مہینوں میں سے کسی مہینے میں،اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ سے شرف وفضل نہیں پاتے ہیں، بلکہ زمانہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف وفضیلت پاتا ہے، جیسے جگہیں (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف وفضل پاتی ہیں)، پس اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذکورہ مہینوں میں سے کسی مہینے میں جلوہ افروز ہوتے تو وہم ہوتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مہینوں کی وجہ سے شرف وفضل پائے، پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کو ان مہینوں کے علاوہ میں رکھا، تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رب تعالیٰ کا لطف و عنایت اور فضل وکرم ظاہر ہوجائے۔

اور جب جمعہ کا دن کہ جس دن حضرت آدم علیٰ رسولنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ،وہ دن ایک ایسے وقت سے خاص کیا گیا کہ جو مسلمان بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرماتا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے اس وقت کے بارے میں کہ جس وقت حضور اقدس سید المرسلین علیٰ رسولنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہوئے؟ اور اللہ تعالیٰ نے روز دوشنبہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کے دن میں عبادتوں کا حکم نہیں رکھا، جو جمعہ کے دن رکھا کہ جس دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ،یعنی نماز جمعہ، خطبہ وغیرہ، (یہ عدم تکلیف اور عبادتوں کا حکم نہ دینا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام کی خاطر ہے، اپنے انتہائی جود وکرم کے سبب آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے تخفیف فرما کر۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، اور عدم تکلیف، رحمت میں سے ہے۔

(۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا: ''وحق آنست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متشرف بزمان نیست، بلکہ زمان متشرف باوست، چناں کہ اماکن وہمیں است حکمت درعدم وقوع ولادت شریف دراشہر مشہور بکرامت وبرکت، چناں کہ محرم ورجب ورمضان، چنانکہ درروایات غریب آمدہ است وچنانکہ ازایام یوم جمعہ افضل ست وخلق آدم دروست ودروی ساعتے است کہ ہرکہ دعا دراں ساعت کند، مستجاب گردد ولیکن کجامی رسدوے بساعتے کہ ولادت سید المرسلین دروست''۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۰-نول کشور لکھنو)

ترجمہ: حق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی زمانہ کے سبب شرافت وبزرگی حاصل نہیں کی ہے، بلکہ زمانہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف وبزرگی پایا ہے، جس طرح کہ مقامات (کہ مکان کو مکین سے شرف وبزرگی حاصل ہوتی ہے) اور یہی حکمت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کسی ایسے مہینہ میں نہیں ہوئی، جو بزرگی وبرکت کے ساتھ مشہور ہو، جیسے ماہ محرم، ماہ رجب، ماہ رمضان، وغیرہ، جیسا کہ بعض شاذ روایتوں میں آیا ہے، اور یہی حکمت دن کی ہے، کیوں کہ تمام دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اور اسی دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے، اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس ساعت میں جو دعا مانگی جائے، وہ مقبول ہوگی، لیکن یہ ساعت، اس ساعت کو کہاں پہنچ سکتی ہے، جس ساعت میں حضور اقدس سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی۔

جواب سوال دوم

(۱) حافظ ابو محمد زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری (۵۸۱ھ-۶۵۶ھ-

۱۱۸۵ء-۱۲۵۸ء) نے شب ولادت اقدس کی افضلیت کے بارے میں تحریر فرمایا:

{وافضل الليالی ليلة مولده صلى الله عليه وسلم وعند الامام احمد بن حنبل افضل الايام يوم الجمعة مطلقًا وعند الشافعية الافضل يوم عرفة فيوم الجمعة فيوم عيد الاضحٰى فيوم عيد الفطر والليالی ليلة مولده المباركة صلى الله عليه وسلم فليلة القدر فليلة الجمعة فليلة الاسراء وعنده صلى الله عليه و سلم الافضل ليلة الاسراء -وقد رأى ربه بعينی رأسه عليه الصلوٰة والسلام} (الترغیب والترہیب ج اص ۴۸۳)

ترجمہ: ساری راتوں میں افضل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی رات ہے، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں سارے دنوں میں یوم جمعہ افضل ہے، اور شوافع کے یہاں یوم عرفہ افضل ہے، پھر یوم جمعہ، پھر یوم عید قرباں، پھر یوم عید فطر، اور راتوں میں سب سے افضل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی رات ہے، پھر شب قدر، پھر شب جمعہ، پھر شب معراج، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعتبار سے سب سے افضل شب معراج ہے، کیوں کہ (اس شب کو) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا۔

(۲) امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے رقم فرمایا: {ان افضل الليالی ليلة المولد الشريف ثم ليلة القدر ثم ليلة الجمعة ثم ليلة الاسراء- هذا بالنسبة لنا واما بالنسبة له صلى الله عليه وسلم فليلة الاسراء افضل الليالی، لانه رأى فيها ربه بعينی رأسه على الصحيح}

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ج۹ص۹۲)

ترجمہ: سب سے افضل رات میلاد مبارک کی رات ہے، پھر شب قدر، پھر شب جمعہ

، پھر شب معراج ۔ یہ ہماری نسبت سے ہے، اور لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے، پس شب معراج ساری راتوں میں افضل ہے، اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق اس شب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا۔

(۳) شارح بخاری علامہ شہاب الدین بن احمد مصری قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) نے تحریر فرمایا: {فان قلت: اذا قلنا بانه علیه الصلوٰة والسلام ولد لیلًا، فایما افضل: لیلة القدر اولیلة مولده صلی اللّٰه علیه وسلم؟

اجیب: بان لیلة مولده افضل من لیلة القدر من وجوه ثلاثة:

احدها:

ان لیلة المولد لیلة ظهوره صلی اللّٰه علیه وسلم ولیلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من اجله، اشرف مما شرف بسبب ما اعطیه، ولا نزاع فی ذلک، فکانت لیلة المولد بهذا الاعتبار افضل.

الثانی:

ان لیلة القدر شرفت بنزول الملائکة فیها ولیلة المولد شرفت بظهوره صلی اللّٰه علیه وسلم فیها، ومن شرفت به لیلة المولد افضل ممن تشرفت بهم لیلة القدر، علی الاصح المرتضی، فتکون لیلة المولد افضل.

الثالث:

ان لیلة القدر وقع التفضل فیها علٰی امة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم، و لیلة المولد الشریف وقع التفضیل فیها علٰی سائر الموجودات، فهو الذی بعثه اللّٰه عز وجل رحمة للعٰلمین فعمت به النعمة علٰی جمیع الخلائق، فکانت لیلة المولد اعم نفعًا فکانت افضل}

(المواہب اللدنیہ ج اص ۱۴۵،۱۴۶-المکتب الاسلامی بیروت)

ترجمہ: پس اگر تم سوال کرو: جب ہم نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو جلوہ افروز ہوئے تو کون سی رات افضل ہے؟

شب قدر یا شب ولادت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟

میں جواب دوں گا کہ شب ولادت اقدس تین اسباب کی وجہ سے شب قدر سے افضل ہے۔

(الف) اول: شب ولادت مبارکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کی رات ہے،اور شب قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے،اور جو شب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے سبب شرف و بزرگی پائی ہو،وہ اس سے افضل ہوگی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہونے کے سبب شرف و کرامت پائی ہو۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (کہ ظہور ذات مبارکہ کے سبب فضیلت پانے والی رات،عطا کی جانے والی رات سے افضل ہوگی)،پس شب ولادت اقدس اس اعتبار سے افضل ہے۔

(ب) دوم: شب قدر، اس رات میں فرشتوں کے نزول کے سبب شرف و بزرگی والی ہوئی ،اور شب ولادت مبارکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس شب میں ظہور کے سبب افضل ہوئی۔

اور جس ذات گرامی سے شب ولادت شرفیاب ہوئی، وہ ذات اقدس ان ملائکہ سے افضل ہے،جن سے شب قدر شرفیاب ہوئی: سب سے صحیح و پسندیدہ مسلک کے مطابق، پس شب ولادت افضل ہوگی۔

(ج) سوم: شب قدر میں امت محمدیہ پر فضل و کرم ہوا،اور شب ولادت اقدس میں

تمام مخلوقات پر فضل وکرم ہوا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں کہ جنہیں رب تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے تمام مخلوقات پر نعمت عام ہوئی، تو شب ولادت اقدس کا نفع عام ہے (کل مخلوقات کو شامل ہے)، پس یہ شب افضل ہوئی۔

(۴) ملا عصام: عبدالملک بن جمال الدین عصامی اسفرائینی (۹۷۸ھ-۱۰۳۷ھ-۱۵۷۰ء-۱۶۲۷ء) نے تحریر فرمایا:

{فان قلت: اذا قلنا بانه علیه الصلوٰة والسلام ولد لیلًا، فایما افضل: لیلة القدر اولیلة مولده علیه الصلوة والسلام افضل من لیلة القدر؟

اجیب: بان لیلة مولده علیه الصلوٰة والسلام افضل من لیلة القدر من وجوه ثلاثة:

احدها:

ان لیلة المولد لیلة ظهوره ولیلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من اجله، افضل مما شرف بسبب ما اعطیته، ولا نزاع فی ذلک، فکانت لیلة المولد بهذا الاعتبار افضل.

الثانی:

ان لیلة القدر شرفت بنزول الملائکة فیها ولیلة المولد شرفت بظهوره صلی اللّٰه علیه وسلم فیها، ومن شرفت به لیلة المولد افضل ممن شرفت به لیلة القدر، علی الاصح المرتضی، فتکون لیلة المولد افضل.

الثالث:

ان لیلة القدر وقع التفضل فیها علیٰ امة محمد صلی اللّٰه علیه

وسلم،و لیلۃ المولد الشریف وقع التفضیل فیھا علٰی سائر الموجودات،فھو الذی بعثہ اللّٰہ عز وجل رحمۃ للعٰلمین فعمت بہ النعمۃ علٰی جمیع الخلائق،فکانت لیلۃ المولد اعم نفعًا فکانت افضل}

(سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی ج اص ۱۲۷)

توضیح:امام قسطلانی کی عبارت اور ملاعصامی کی عبارت قریباً مماثل ہے۔دونوں ہم عصر بھی ہیں۔امام قسطلانی کی عبارت کا ترجمہ ماقبل میں مرقوم ہے۔اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۵)محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی(۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ)نے تحریر فرمایا:

"ونعم اللیلۃ افضل من لیلۃ القدر بلا شبھۃ:

لان لیلۃ المولدۃ لیلۃ ظھورہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم-ولیلۃ القدر معطاۃ لہ وما شرف بظھور ذاتہ المشرف من اجلہ اشرف مما شرف بسبب ما اعطیہ.

ولان لیلۃ القدر شرف بنزول الملئکۃ فیھا ولیلۃ المولد شرف بظھورہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم.

ولان لیلۃ القدر وقع التفضیل فیھا علٰی امۃ محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم -ولیلۃ المولد الشریف وقع التفضیل علٰی سائر الموجودات -فھو الذی بعثہ اللّٰہ تعالٰی رحمۃ للعٰلمین وعمت بہ نعمتہ علٰی جمیع الخلائق من اھل السموات والارضین"(ماثبت بالسنہ ص۷۷،۷۸:مطبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ:شب ولادت اقدس کیا ہی بہتر رات ہے کہ یہ رات بلاشبہہ شب قدر سے افضل ہے۔

(الف)اس لیے کہ شب ولادت مبارکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کی

رات ہے،اور شب قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے،اور جو شب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے سبب شرف و بزرگی پائی ہو، وہ اس سے افضل ہوگی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہونے کے سبب شرف وکرامت پائی ہو۔

(ب) اور اس لیے کہ شب قدر، اس رات میں فرشتوں کے نزول کے سبب شرف و بزرگی والی ہوئی ،اور شب ولادت مبارکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کے سبب افضل ہوئی۔

(ج) اور اس لیے کہ شب قدر میں امت محمدیہ پر فضل وکرم ہوا ، اور شب ولادت اقدس میں تمام مخلوقات پر فضل وکرم ہوا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں کہ جنہیں رب تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے آسمانوں اور زمینوں میں تمام مخلوقات پر نعمت عام ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ ایسی نعمت ہیں کہ آپ کے فیوض و برکات اور خیرات وحسنات سے تمام مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے۔ اہل زمین بھی، اور اہل آسمان بھی۔ بلاشبہہ اس رحمت اعظم ونعمت اکبر کے ظہور کی رات تمام راتوں سے افضل ہوگی۔

ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات وکل مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) میں تفصیل تحریر فرمادی ہے۔ جاراللہ زمخشری معتزلی (۴۶۷ھ-۵۳۸ھ) نے اس کے خلاف قول کیا ہے۔ یہ اس کی صریح گمرہی ہے۔

(۶) شیخ محمد خضر جکینی شنقیطی (م۱۳۵۴ھ) نے تحریر فرمایا:{وعلی القول بانہ

صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولد لیلًا فھل لیلۃ ولادتہ افضل ام لیلۃ القدر؟

والجواب:

ان لیلۃ مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل من لیلۃ القدر لثلاثۃ وجوہ.

الاول:ھو ان لیلۃ المولد لیلۃ ظھورہ علیہ الصلوٰۃوالسلام ولیلۃ القدر معطاۃ لہ،وما شرف بظھور ذات المشرف من اجلہ اشرف مما شرف بسبب ما اعطیہ،ولا نزاع فی ذلک فکانت لیلۃ المولد بھذا الاعتبار افضل.

الثانی: ان لیلۃ القدر شرفت بنزول الملائکۃ فیھا،ولیلۃ المولد شرفت بظھورہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیھا ومن شرفت بہ لیلۃ المولد افضل ممن شرفت بھم لیلۃ القدر علٰی ما ھو المرتضٰی عند اھل السنۃ فتکون لیلۃ المولد افضل،مع ان لیلۃ القدر شرفت بنزولھم فیھا ولیلۃ المولد شرفت بوجودہ و ظھورہ فیھا وبین النزول والوجود فرق ظاھر.

الثالث: ان لیلۃ القدر وقع التفضل بھا علٰی امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم و لیلۃ المولد وقع التفضل بھا علٰی سائر الموجودات فقد بعثہ اللّٰہ تعالٰی رحمۃ للعٰلمین فعمت بہ النعمۃ علٰی جمیع الخلائق فکانت لیلۃ المولد اعم نفعًا فکانت افضل}

(کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری ج ا ص ا ۷-مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

امام قسطلانی کی عبارت اور ملا عصامی کی عبارت کی طرح یہ عبارت بھی ہے۔

امام قسطلانی کی عبارت کا ترجمہ ماقبل میں مرقوم ہے۔اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ شنقیطی نے ایک اہم بات یہ بتائی کہ نزول اور وجود وظہور میں فرق ہے۔

شب قدر میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، جب کہ شب ولادت اقدس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور اور دنیاوی وجود ہوا۔ تولد کا رتبہ یہ ہے کہ شب ولادت اقدس بحکم الٰہی ملائکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرات انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات تولد کے پاس لے گئے۔ اس سے ظہور ونزول کا فرق واضح ہوجاتا ہے، کیوں کہ اس سیر میں حضرات انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات ولادت کی تخصیص ولادت گاہوں کے خاص درجہ ورتبہ کو بتاتی ہے۔ اسی سے اوقات ولادت کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

شریعت اسلامیہ میں بعض امور منصوص ہیں، اور بعض امور کے لیے صرف جواز شرعی اور امکان شرعی موجود ہے۔ اسی لیے علم کی بھی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ علم سفینہ اور علم سینہ: بلفظ دیگر علم شریعت اور علم معرفت۔ ارباب منازل کشف ومشاہدہ کی روشنی میں بہت سے امور بیان فرماتے ہیں، ان امور کی تصدیق کے لیے محض شرعی جواز کی ضرورت ہے۔

ہاں، جو امر خلاف شرع ہو، اس کی تصدیق درست نہیں، کیوں کہ شریعت اسلامیہ حق وباطل کے لیے معیار ہے۔ شیخ سلوک اپنے مریدین کی تربیت کے وقت مختلف قسم کی ریاضت ومجاہدہ کی ہدایت فرماتے ہیں، ان امور کے لیے محض جواز شرعی کی ضرورت ہے۔

اب کس مرید کے لیے فتح باب کن اعمال سے ہوگی، اس کا ادراک شیخ سلوک کو ہوسکتا ہے۔ بسا اوقات شیوخ کاملین بعض ارباب شوق کو دیگر اولیائے کرام کے دربار میں بھیج دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ تمہارا رزق وہاں ہے، وہاں جاؤ!

شیخ سلوک وشیخ ایصال ہر مرید کو یکساں حکم نہیں دیتے، بلکہ کسی کو چند لمحوں میں بہت کچھ مل گیا، کسی کو محنت شاقہ کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان امور کے اسرار ورموز پر وہ شیخ

کامل ہی مطلع ہوتے ہیں۔ان امور کے لیے قرآن وحدیث اوراصول شریعت کی روشنی میں محض جواز شرعی کا ثبوت ہونا چاہئے ، ہرامر کے لیے نص صریح کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

ائمہ کرام نے شب ولادت اقدس یا روز دوشنبہ کی فضیلت پر محض شرعی جواز کو دلیل بنایا ہے۔گر چہ شب قدر وروز جمعہ کی فضیلت منصوص ہے،لیکن کیا شب ولادت اقدس اور روز دوشنبہ کی افضلیت کے لیے شرعی جواز موجود ہے؟اگر ہے تو خموشی بہتر ہے۔قیل وقال سے گریز کیا جائے ۔آں پیغمبراعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دربارخداوندی میں کل کائنات سے من کل الوجوہ افضل ہیں۔آں سرور دوجہاں علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل کس کو کیا فضیلت ملی ؟ یہ کون بتا سکتا ہے؟ عوام مومنین کوجن امور کی ضرورت تھی ،ان امور کی وضاحت کر دی گئی۔بعض علوم ومعارف سے صرف خواص کومطلع کیا گیا،اس لیے خموشی احسن واولیٰ ہے۔

حکیم میری نواؤں کا راز کیا سمجھے ورائے عقل ہے اہل جنوں کی تدبیریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب اور محامد ومحاسن کے بیان میں بعض مقامات پرابہام واجمال رکھا ہے۔اب ہرکوئی اپنی قوت کے مطابق ہی اس کاادراک کرسکتا ہے۔ایک آیت مقدسہ کاایک جز منقوشہ ذیل ہے:

{تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ—مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ}(سورہ بقرہ:آیت۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا،ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا،اورکوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔(کنزالایمان)

منقوشہ بالا آیت طیبہ میں رب تعالیٰ نے ذات کی تعبیر میں بھی ابہام رکھا ،اور صفات میں بھی اجمال سے کام لیا۔مختلف دلائل وقرائن کی روشنی میں ذات موصوف کاتعین ہوجاتا ہے،لیکن ’’درجات‘‘ میں جواجمال ہے،اس کی تفصیل کاعلم کامل رب تعالیٰ ہی کو ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہمہ پیغمبراں درجستجو اند　　　　خداداند کہ تو در چہ مقامی

ممکن ہے کہ ''درجات'' کے اجمال میں آں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت وتعلق رکھنے والے بعض یا کل امور کی افضلیت بھی شامل ہو۔اب شرعی امکان اور شرعی جواز کے لیے دلیل کی ضرورت ہوگی۔اپنے مدعا پر امام قسطلانی اور شیخ محدث دہلوی وغیرہما نے شرعی جواز کے دلائل رقم فرمادیئے۔ان حضرات عالیہ نے ثبوت ودلیل کو نقش برقرطاس کرنے سے قبل اصول شرع کی روشنی میں اس پر غوروفکر بھی کیا ہوگا۔

بعض تائیدی دلائل درج ذیل ہیں:

مفضول کو اجر زیادہ دیا جاسکتا ہے

حضرات انبیاومرسلین علیٰ رسولنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا تمام انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات ومراتب قرآن مجید،احادیث مقدسہ اور فقہا ومحدثین،اولیا ومحققین کے کلام میں موجود ہے۔

ایک حدیث درج ذیل ہے:

(۱) حافظ ابن شاہین بغدادی (۲۸۷ھ-۳۸۵ھ) نے رقم فرمایا:{عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ-وَاخْتَارَ لِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَةً فَجَعَلَهُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ،وَفِیْ كُلِّ اَصْحَابِیْ خَیْرٌ-اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ}(الکتاب اللطیف ج اص ۲۱۰-مکتبۃ الغرباء الاثریہ)

ترجمہ:حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے

صحابہ کو حضرات انبیاومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سارے جہاں پر فضیلت عطا فرمائی،اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لیے منتخب فرمایا تو انھیں میرے صحابہ میں سب سے افضل بنایا،اور میرے تمام صحابہ میں خیروفضیلت ہے۔(وہ چار)ابوبکروعمروعثمان وعلی ہیں:(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(۲)محدث شہیر ملاعلی قاری مکی حنفی(۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ)نے تحریر فرمایا:

{من القواعد المقررة ان العلماء والاولیاء من الامة لم یبلغ احد منهم مبلغ الصحابة الکبراء}(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۱۵ص۳۷۰)

ترجمہ:ثابت شدہ قواعد میں سے ہے کہ امت کے علماواولیا میں سے کوئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبہ کونہیں پہنچتے۔

توضیح:بعض احادیث مبارکہ سے بظاہر مستفاد ہوتا ہے کہ امت مابعد میں بھی بعض افراد افضل واعلیٰ ہیں۔اب سوال ہے کہ کیا وہ نفوس قدسیہ،حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی افضل ہیں؟پس علمائے کرام نے اس کا انکار کیا ہے۔ان احادیث طیبہ کا یہ مفہوم بتایا گیا کہ بعض افراد وبعض طبقات کو اجرزیادہ عطا کیا جاسکتا ہے،اسی طرح بعض علما جزئی فضیلت کے بھی قائل ہوئے۔الحاصل اہل سنت وجماعت کے یہاں صحابہ کرام ہی حضرات انبیاومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سارے انسانوں میں افضل واعلیٰ ہیں۔

احادیث طیبہ مرقومہ ذیل ہیں:

(۱){...........**فان من ورائکم ایامًا،الصبر فیهن مثل القبض علی الجمر -للعامل فیهن مثل أجر خمسین رجلا یعملون مثل عملکم-قال عبد اللّٰه بن المبارک:وزادنی غیرعتبة: قیل یا رسول الله ! اجرخمسین منا او منهم؟ قال:بل اجر خمسین منکم}**(سنن ترمذی جلددوم باب سورۃ المائدہ)

(سنن ابی داؤد باب الامر والنہی -حلیۃ الاولیاج ۲ص ۳۰)

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ص ۹۱ -شعب الایمان للبیہقی ج ۷ص ۱۲۷)

(صحیح ابن حبان ج ۲ص ۱۰۸- کنز العمال ج ۳ص ۱۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوثعلبہ خشنی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا.................اس لیے کہ تمہارے بعد کچھ ایسے زمانے ہیں کہ ان میں صبر کرنا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے کی طرح ہوگا۔ان زمانوں میں عمل کرنے والوں کو پچاس آدمی کی طرح اجر دیا جائے گا، جوتمہاری طرح عمل کریں۔

محدث عبداللہ بن مبارک قدس سرہ القوی نے فرمایا: مجھے عتبہ کے علاوہ راوی نے (روایت میں) اضافہ کیا کہ دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم میں سے پچاس آدمی کا اجر (دیا جائے گا)، یا ان میں کے پچاس آدمی کا اجر؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بلکہ تم میں کے پچاس آدمی کا اجر (دیا جائے گا)۔

(۲){عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ- لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُہٗ}(سنن ترمذی جلد دوم)

(صحیح ابن حبان ج ۱۶ص ۲۰۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میری امت کی کہاوت بارش کی طرح ہے۔معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اول حصہ اچھا ہے، یا اس کا آخری حصہ؟

توضیح: حدیث مبارک میں درایت کی نفی ہے، یعنی قیاسی علم کی، علم عطائی کی نفی نہیں۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (۱۲۹۶ھ-۱۳۶۷ھ-۱۸۷۸ء-۱۹۴۸ء) نے تحریر فرمایا:

عقیدہ: بعد انبیا و مرسلین، تمام مخلوقات الٰہی انس وجن وملک سے افضل صدیق اکبر

ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۲۴۱-مجلس المدینۃ العلمیہ: دعوت اسلامی، کراچی)

عقیدہ: افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت والا ہو، اسی کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، نہ کہ کثرت اجر کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔ حدیث میں ہمراہیان سیدنا امام مہدی کی نسبت آیا کہ: ''ان میں سے ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کی: ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے: تو اجر ان کا زائد ہوا، مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہوسکتے، زیادت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظیر یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے، اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انھیں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ، اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۲۴۷-مجلس المدینۃ العلمیہ: دعوت اسلامی، کراچی)

عام طور پر اجر وثواب کا استعمال ایک ہی معنی میں ہوتا ہے۔ عبارت مذکورہ بالا میں دونوں الگ مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں ثواب کا مفہوم دربار خداوندی میں قرب ومنزلت ہے۔ شرح مقاصد وشرح مواقف میں بھی اس مقام پر جداگانہ مفہوم مراد لیے گئے ہیں۔

(۱) علامہ سعد الدین تفتازانی شافعی (۷۲۲ھ-۷۹۲ھ) نے تحریر فرمایا:

(**الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند اللّٰه تعالٰی و کثرة الثواب**)

(شرح المقاصد: جلد پنجم: ص ۲۹۵-عالم الکتب بیروت)

ترجمہ: کلام افضلیت کے بارے میں ہے، یعنی بارگاہ الٰہی میں قرب ومنزلت اور کثرت ثواب کے بارے میں۔

(۲) سید السند میر سید شریف جرجانی حنفی (۷۴۰ھ-۸۱۶ھ) نے رقم فرمایا:

(ای مرجع الافضلیة التی نحن بصددها الٰی کثرة الثواب والکرامة عند اللّٰه تعالٰی) (شرح المواقف: ص۴۰۴-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: یعنی جس افضلیت کی بحث میں ہم ہیں، اس افضلیت کا ماحصل کثرت ثواب اور بارگاہ الٰہی میں قرب ومنزلت ہے۔

(۳) علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے تحریر فرمایا:

(ان المفضول قد یکون فیه مزیة لایوجد فی الفاضل-وایضًا مجرد زیادة الاجر لاتستلزم الافضلیة المطلقة) (الصواعق المحرقہ ص۲۱۳)

ترجمہ: کبھی مفضول میں کوئی خوبی ہوتی ہے، جو افضل میں نہیں پائی جاتی، نیز اجر کی زیادتی مطلقاً افضلیت کو مستلزم نہیں۔

جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ساری امت سے افضل ہیں، لیکن امت مابعد کے بعض افراد یا بعض طبقات کو اجر زیادہ عطا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح شب ولادت اقدس، شب قدر سے عنداللہ تعالیٰ افضل ہو، اور اجر زیادہ شب قدر میں عطا کیا جائے، پس اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ شب ولادت اقدس میں عبادت وریاضت پر اللہ تعالیٰ کی قربت، رضامندی اور قبولیت زیادہ حاصل ہوگی، گرچہ اجر زیادہ شب قدر ہی میں عطا کیا جاتا ہو۔ اب قربت وقبولیت کا خاص تعلق خواص ہی سے ہے، اسی لیے اس امر کا علم عام امت سے مخفی رکھا گیا ہو۔ بھلا ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ ظہور قدسی کی رات عام راتوں کی طرح فضائل سے یکسر خالی اور تہی دامن ہو۔

قرآن مجید میں بھی شب قدر میں اجر کی زیادتی ہی کا بیان آیا کہ ایک رات میں عبادت کا اجر ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ہوگا۔ عنداللہ قبولیت یعنی رتبہ ودرجہ کے

عطا ہونے کی بات نہیں آئی ہے۔اگر بندگان الٰہی شب ولادت مبارکہ کوحضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کے سبب طاعت وعبادت کریں،اور درجات ومراتب اور خداوندی قبولیت ورضا مندی پالیں تو یہ بڑی سعادت مندی ہوگی۔خیال رہے کہ عمل کرنے والوں کو اجر عطا ہوتا ہے،اورمقبولان بارگاہ صمدیت کے مراتب بڑھائے جاتے ہیں،اوراجر بھی عطا ہوتا ہے۔

فضل الٰہی تلاش کرنے کا حکم

واضح رہے کہ بہت سی نعمتیں وہبی ہیں،کسبی نہیں،مثلاً رسالت،نبوت،ولایت وغیرہ ۔عبادت وریاضت سے ولایت بھی حاصل نہیں ہوتی،نبوت ورسالت تو بہت دور کی بات ہے۔ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ورسول بن کرجلوہ گر ہوئے۔

اب نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے،لیکن ولایت کا سلسلہ جاری ہے۔ولایت کے بھی بہت سے درجات ومراتب ہیں۔اسی طرح وہبی نعمتیں بھی بہت سی ہیں،اور اس کے حصول کے ذرائع اوروسائل بھی متعدد اقسام کے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد قطب الدین بختیار کاکی ایک عظیم ولی ہو گئے،لیکن کسی عالم ومفتی کے شاگرد عام طور پر ولی وقطب نہیں ہوتے۔دراصل ولی سے نسبت کے سبب ولایت عطا ہوجاتی ہے۔عالم ومفتی سے نسبت رکھنے والوں کوعلم وفضل عطا ہوتا ہے۔

شب ولادت اقدس کی نسبت جس عظیم ذات گرامی سے ہے۔اس نسبت پرغور کرو، اور بتاؤ کہ اس نسبت سے اس شب اقدس کوکسبی نعمت کے ساتھ وہبی نعمتیں عطا ہونے کا امکان خوب روشن وواضح ہے،یانہیں؟

اجر کی زیادتی کےعلاوہ بھی رب تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں ہیں،جوتلاش کرنے والوں کو

ملتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کوتلاش کرنے کاحکم بھی قرآن مجید میں دیا ہے۔

{وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ}

(سورہ جمعہ: آیت۱۰)

ترجمہ: اوراللہ کافضل تلاش کرو،اوراللہ کوبہت یادکرو،اس امید پرکہ فلاح پاؤ۔

(کنزالایمان)

ہرقسم کی نعمت ہرجگہ دستیاب نہیں ہوتی، جیسے ہزار مہینے سے زیادہ اجرشب قدر میں عطا ہوتا ہے، دوسری راتوں میں نہیں ۔امکان قریب ہے کہ بعض ایسی نعمتیں ہوں ، جو شب ولادت اقدس میں حاصل ہوتی ہوں، پس امت مسلمہ کواس رات کی نعمتوں کے حصول سے منع نہیں کیا جاسکتا۔اگرممانعت کی کوئی دلیل شریعت میں وارد ہوجاتی تو ضرور منع کیا جاتا، لیکن ایسی کوئی دلیل نہیں۔اب اس رات عبادت وعمل کا جواز باقی رہے گا۔اصل جواز واباحت ہے۔جواز کے لیے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔عدم اباحت وعدم جواز کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگرشب ولادت اقدس کوعبادت کے ساتھ خاص کرنے پراعتراض وارد ہوتوایک شب قبل یابعدکی شامل کرلیں، تاکہ اعتراض نہ ہوسکے۔اسی طرح کاحکم افضل دنوں میں روزہ وغیرہ کاہے کہ ماقبل یامابعدکوبھی اس کے ساتھ شامل کرلیا جائے، تاکہ تخصیص کااعتراض نہ ہوسکے۔

اعمال صالحہ کااجرامرتوقیفی ہے

اعمال صالحہ کے اجروثواب کابیان توقیفی ہے، قیاسی نہیں۔اگرقرآن وحدیث میں کسی خاص عبادت سے متعلق اجروثواب کی زیادتی کا بیان آیا ہےتو قابل قبول ہوگا،ورنہ قیاس سےثواب کی زیادتی کوثابت نہیں کیا جاسکتا۔

شریعت اسلامیہ میں ہرایک نیک عمل کادس اجر بتایا گیاہے۔یہ اقل تعداد ہے، یعنی

اگر وہ عمل صالح قبولیت پالیا تو کم از کم دس ثواب عطا ہوگا، یعنی اسی عمل کو دس بار کرنے پر جو اجر عطا ہوتا، وہ اجر ایک ہی بار عمل کرنے سے حاصل ہوگا۔قبولیت کے بعد کسی نیک عمل پر زیادہ سے زیادہ کتنا اجر عطا کیا جائے گا، اس کی حد بندی نہیں، یعنی جانب قلت میں مقدار کی حد بندی ہے، مگر جانب کثرت کی مقدار غیر متعین وغیر محدود ہے۔

قرآن وحدیث میں بہت سے مقامات پر اجر کے غیر محدود ہونے کا بیان آیا ہے۔

(اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ)

(سورہ والتین: آیت ۶)

ترجمہ: مگر جو ایمان لائے، اور اچھے کام کیے کہ انھیں بے حد ثواب ہے۔(کنزالایمان)

قرآن وحدیث میں نیک اعمال پر جانب کثرت میں متعدد اعمال پر مختلف اجر وثواب بتائے گئے۔مختلف اوقات، مقامات، کیفیات، شخصیات وغیرہ کے اعتبار سے ایک ہی عمل کا اجر کم وبیش ہوجاتا ہے، مثلاً اوقات میں سے ماہ رمضان، شب قدر وغیرہ، مقامات میں سے حرمین طیبین، کیفیات میں سے نماز جماعت اور مشکل کے وقت عبادات اور شخصیات میں سے دینی طور پر فاضل ترین شخصیات کا اجر وثواب زیادہ ہوجاتا ہے۔

رمضان میں ایک فرض کا اجر ستر فرض کے برابر بتایا گیا۔شب قدر کی ایک رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر بتایا گیا۔مکہ معظمہ میں ایک عمل صالح کا اجر ایک لاکھ کے برابر ہے۔جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر ستائیس گنا زیادہ اجر ہے۔ قیامت کے قریب عمل کرنے والوں کا ثواب پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نیکیوں کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیکی کے برابر قرار دیا گیا۔اسی طرح ارباب فضائل کے اجر وثواب میں تفاوت ہوتا ہے۔

(۱){عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا رَأسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ، اِذَا قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، عُمَرَ - قُلْتُ: فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ ؟ قَالَ: اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ - رواه رزين}(مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا: ایک چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک سر میری گود میں تھا کہ جبھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں برابر ہوں گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں، عمر فاروق کی۔ میں نے عرض کیا: پھر ابوبکر صدیق کی نیکیاں کتنی ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر فاروق کی ساری نیکیاں، ابوبکر صدیق کی ایک نیکی کی طرح ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۲) مجدد صدی دہم امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے تحریر فرمایا:

{عن انس مرفوعا: من صام ايام البيض الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر اعطاه اللّٰه فى اول يوم منها اجر عشرة آلاف سنة وفى اليوم الثانى اعطاه اللّٰه اجر مائة الف سنة وفى اليوم الثالث اعطاه اللّٰه اجر ثلث مائة الف سنة - قال ابو القاسم: هذا حديث غريب - واللّٰه اعلم}

(اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعہ ج۲ص۹۱ - دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے) روایت بیان فرمائی کہ جس نے ایام بیض میں تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلے دن میں دس ہزار سال کا اجر عطا فرمائے گا، اور دوسرے دن

میں ایک لاکھ سال کا اجر عطا فرمائے گا، اور تیسرے دن میں تین لاکھ سال کا اجر عطا فرمائے گا۔

امام ابوالقاسم شمس الدین مسند الشام حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی جزری تغلبی : ابن صصری (۵۴۰ھ-۶۲۶ھ) نے اپنی ''امالی'' میں فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

(۳){عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: صلاۃ الرجل فی بیتہ صلاۃ وصلاتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلاۃ و صلاتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمس مائۃ صلاۃ وصلاتہ فی المسجد الاقصی بخمسین الف صلاۃ وصلاتہ فی مسجدی بخمسین الف صلاۃ و صلاتہ فی المسجد الحرام بمائۃ الف صلاۃ}

(سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلاۃ فی المسجد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا ایک نماز ہے (اس کا ثواب ایک نماز کا ثواب ہے) اور اس کا مسجد قبائل (محلّہ کی مسجد) میں نماز ادا کرنا پچیس نماز کے برابر ہے اور اس کا مسجد جامع میں نماز ادا کرنا پانچ سونماز کے برابر ہے ، اور اس کا مسجد اقصیٰ (مسجد بیت المقدس) میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نماز کے برابر ہے، اور اس کا میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نماز کے برابر ہے، اور اس کا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

(۴) امام احمد رضا نے رقم فرمایا: ''ق: مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار اور مسجد اقدس مدینہ میں پچاس ہزار اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی ہے''۔ (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ص ۲۲ - جامعہ اسلامیہ کھاریاں: پاکستان)

(۵) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تحریر فرمایا:

''ن،فر:عالم کی ایک ساعت کہ اپنے بچھونے پر تکیہ لگائے علم دین کا مطالعہ کرے، عابد کی ستر برس کی عبادت،اور رمضان کا ایک روزہ ماہ حرام،اور ماہ حرام کا اور دنوں کے تیس روزوں سے افضل ہے،اور عشرہ اول ذی الحج میں ایک روزہ صیام یک سالہ،اوراشہر حرم میں پنج شنبہ،جمعہ،شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت،اور ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا لا اقل ستر گونہ''۔(مطلع القمرین ص۲۲-جامعہ اسلامیہ کھاریاں:پاکستان)

(۶)امام احمد رضا نے رقم فرمایا:''زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے،اور تادم مرگ عبادت میں بسر کرلے،اور عمرو سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب ورضائے ربانی وعزت وجاہ ایمانی میں ایسے ذروہ اعلیٰ تک پہنچا دے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو،فضل کلی خاص بہر عمرو رہے گا،کما یشہد بہ العقل الشرعی:قال اللہ تبارک وتعالیٰ{لیلۃ القدر خیر من الف شہر} شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے،پس خوب ثابت ہو گیا کہ ہمارا کسی شخص کو افضل کہنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت و وجاہت دینی میں اپنا ہمسر نہیں رکھتا،اوران خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں،اور اس کی رضامندی کی بیش تر باعث ہوں،سب پر تفوق والا ہے۔

اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کر کے بلا تقیید حکم افضلیت لگا دیں،اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امور مذکورہ قرب ورضا وکرامت وجاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنی فضل سے غافل قرار پائیں گے،پس بغایت تنقیح منقح ہو لیا کہ افضل عنداللہ واقرب الی اللہ وارضیٰ للہ واکرم علی اللہ یہ سب الفاظ مترادفہ ہیں۔ایک معنی کو مؤدی اور محل نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے''۔(مطلع القمرین ص۳۷)

توضیح:ماہ حرام میں پنج شنبہ،جمعہ وشنبہ کا روزہ اکیس سو برس کی عبادت کا ثواب رکھتا ہے،ایام بیض میں سے تیسرے دن کے روزہ پر تین لاکھ سال کی عبادت کا اجر ہے،جب کہ

شب قدر میں ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب، یا اس سے کچھ زیادہ ہے۔

ایک ہزار ماہ کا حساب کرنے پر تراسی سال چار ماہ (۸۳/۴) ہوتے ہیں۔ کہاں تین لاکھ سال، اور کہاں تراسی سال۔

چوں کہ اجروثواب کا معاملہ امر توقیفی ہے، اس لیے اس قسم کی احادیث مرفوع شمار ہوتی ہیں، بشرطے کہ وہ روایت موضوع نہ ہو۔ اس قسم کی بہت سی روایات موضوع بھی ہیں۔ اگر ایام بیض کے روزوں کی حدیث ثابت ہے تو شب قدر پر ایام بیض کی فضیلت ظاہر ہے۔ شب قدر کی فضیلت قرآن میں وارد ہونے کے سبب قطعی ہوگی، اور ایام بیض کی فضیلت بشرط ثبوت ظنی ہوگی، کیوں کہ یہ حدیث متواتر نہیں، بلکہ خبر واحد ہے۔ بعض نے اس حدیث کو غریب کہا، لیکن اس کے موضوع ہونے کا کوئی قول دستیاب نہ ہوسکا۔

کثرت اجر کی امید

شب قدر میں اللہ تعالیٰ ایک رات کی عبادت پر ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس کا بیان قرآن مجید میں موجود ہے۔ اسی طرح شرعی طور پر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ شب ولادت اقدس میں عبادت پر ایک لاکھ راتوں کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے، گرچہ اس کا بیان قرآن وحدیث میں نہیں آیا۔ عدم بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ اجروثواب یقینی طور پر دس ہی ہوگا۔ رب تعالیٰ کا فضل کرم فرمانا شرعاً جائز وممکن ہے۔

{ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ}(سورہ مائدہ: آیت ۵۴)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے، دے۔ (کنزالایمان)

{اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ}

(صحیح بخاری جلد اول: باب الذکر بعد الصلوٰۃ - صحیح مسلم جلد اول: باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۹۲ - سنن النسائی: باب عدد التہلیل والذکر بعد التسلیم)

(سنن ابی داؤد: باب مایقول الرجل اذا سلم۔صحیح ابن حبان ج۵ص ۲۳۱)

(صحیح ابن خزیمہ جلد اول ص ۳۶۵۔المکتبۃ الشاملہ)

ترجمہ: یا اللہ! جسے تو عطا فرمائے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو روک دے، اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں۔

ہاں، ہمیں شب ولادت اقدس کی عبادت کے اجر وثواب سے متعلق کوئی خاص آیت وروایت نہیں مل سکی، اس لیے عام طور پر عمل صالح کا اجر وثواب ایک کا دس بتایا گیا، پس ہمیں یہی تسلیم کرنا ہوگا، اور شب ولادت اقدس کی نسبت سے اس شب کی عبادت پر اجر وثواب کی زیادتی کی امید رکھنی ہوگی۔کثرت اجر کی امید ورجا فائدہ بخش ہے۔اچھی امید کا حکم ہے۔

(۱){عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی:اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ-الحدیث}

(صحیح البخاری جلد دوم: باب قول اللہ تعالیٰ: ویحذرکم اللہ نفسہ)

(صحیح مسلم جلد دوم: باب الحث علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ)

(جامع الترمذی جلد دوم: باب حسن الظن باللہ تعالیٰ)

(سنن النسائی الکبریٰ: باب تعلم ما فی نفسی۔سنن ابن ماجہ: کتاب الادب)

ترجمہ: حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا معاملہ میرے بندہ کے اعتقاد کے مطابق ہے۔

توضیح: بندہ رب تعالیٰ سے جیسا اعتقاد رکھتا ہے، رب تعالیٰ ویسا ہی معاملہ فرماتا ہے۔

(۲){عَنْ وَاثِلَةَ:اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ،فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا شَاءَ}

(مسند امام احمد بن حنبل جلد سوم ص ۴۹۱۔المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۵ص ۴۶۳)

(المستدرک ج۴ص۲۶۸-صحیح ابن حبان ج۲ص۴۰۱)

ترجمہ:حضوراقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

رب تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: میرا معاملہ میرے بندہ کے ظن کے مطابق ہے، پس بندہ میرے بارے میں جیسا چاہے، اعتقاد رکھے۔

(۳){عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا یَقُوْلُ:اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ-اِنْ ظَنَّ خَیْرًا فَلَهٗ وَاِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهٗ}

(صحیح ابن حبان ج۲ص۴۰۵)

ترجمہ:حضوراقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:رب تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: میرا معاملہ میرے بندہ کے اعتقاد کے مطابق ہے۔اگرخیر کا اعتقاد رکھے تواس کے لیے خیر ہے، اوراگرشر کا اعتقاد رکھے تواس کے لیے شر ہے۔

عادت الٰہیہ تو یہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں پر فضل وکرم کی بارشیں برسا دیتا ہے، اورنسبتوں کا لحاظ بھی محبت کی دلیل ہے۔عشق ومحبت پر فضل الٰہی دیکھنا ہوتو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات ومراتب دیکھو۔

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی(۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ)نے تحریرفرمایا:

''آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام می فرماید''مَا صَبَّ اللّٰهُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ اَلَّاوَقَدْ صَبَّبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ''- ہرچند مناسبت بیش تر، فوائد صحبت افزوں تر، لہٰذا صدیق از جمیع اصحاب افضل گشت، وہیچ یکے از آنہا بمرتبہ اونرسید۔ چہ مناسبت بآں سرور از ہمہ بیشتر داشت۔قال علیہ السلام:

{مَا فُضِّلَ اَبُوْبَکْرٍبِکَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَلَابِکَثْرَةِ الصِّیَامِ وَلٰکِنْ شَیْءٌ وُقِّرَ فِیْ قَلْبِهٖ}

علماء گفتہ اند کہ آں شئ حب پیغمبراست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والفناء فیہ''۔

(تائید اہل سنت از مجدد الف ثانی ص ۲۸-استنبول ترکی)

ترجمہ: حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں القا فرمایا، میں نے ان کو ابو بکر صدیق کے سینے میں القا کر دیا ہے ۔مناسبت جتنی زیادہ ہوگی، صحبت کے فوائد زائد تر ہوں گے ۔اسی (مناسبت) کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہوئے، اور صحابہ کرام میں سے کوئی ان کے رتبے کو نہ پہنچے، کیوں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام کی بہ نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مناسبت رکھتے تھے۔

حضور اقدس سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر صدیق کو کثرت نماز و کثرت روزہ کی وجہ سے فضیلت نہیں ملی، بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے قلب میں ڈالی گئی ۔علما فرماتے ہیں کہ وہ چیز حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

توضیح: حضرات انبیا و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام بنی آدم میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔انھیں یہ رتبہ علیا حب مصطفوی کے سبب ملا۔

حضور اقدس تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صراحت فرمادی کہ صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے یہ درجہ نہ ملا، پھر بد دین وملحدین کس منہ سے راگ الاپتے ہیں کہ رسول ہماری طرح بشر ہیں ۔حاشا وکلا! میرے حبیب علیہ التحیۃ والثنا وہ بشر ہیں کہ جن سے محبت کرنے والا ''افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق'' کے رتبہ عظمیٰ سے سرفراز ہوا، اور تنقیص شان کرنے والے منافقین جہنم کے درک اسفل میں گر پڑے۔

فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی تخریج حافظ محمد بن

ابراہیم کلاباذی (م۳۸۰ھ) نے ''معانی الاخبار'' (ج۱ص۲۸۰) میں اور امام ابن اثیر جزری شافعی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) نے ''النہایۃ فی غریب الاثر'' (ج۵ص۴۷۴) میں کی ہے۔

رتبہ اور اجر میں فرق

بعض اعمال پر حج کا ثواب، بعض اعمال پر شہید کا ثواب عطا ہونے کا ذکر احادیث طیبہ میں آتا ہے، لیکن اس بندہ کو حاجی یا شہید کا رتبہ نہیں مل سکتا۔ثواب ملنا الگ بات ہے اور رتبہ ملنا الگ بات ہے۔اس نکتہ کا خیال رکھا جائے۔بعض احادیث درج ذیل ہیں:

{عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:اَلْمُتَمَسِّکُ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ} (المعجم الکبیر للطبرانی ج۲۰ص۵۰)

(حلیۃ الاولیاء ج۸ص۲۰۰)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو اختیار کرنے والے کے لیے شہید کا اجر ہے۔

{عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ:قَالَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ}

(الزہد الکبیر للبیہقی ج۱ص۱۱۸-مؤسسۃ الکتب الثقافیہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو اختیار کیا تو اس کے لیے سو شہید کا اجر ہے۔

{عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ:مَا مِنْ رَجُلٍ یَغْدُوْ اِلَی الْمَسْجِدِ لِخَیْرٍ یَتَعَلَّمُهٗ اَوْ یُعَلِّمُهٗ اِلَّا کُتِبَ لَهٗ اَجْرُ مُجَاهِدٍ لَا یَنْقَلِبُ اِلَّا مُغَانِمًا}

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۷ص۱۱۵)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو کوئی آدمی صبح کو کسی خیر کے سیکھنے

یا سکھانے کے لیے مسجد جائے ،اس کے لیے مجاہد کا اجر لکھا جائے گا جو غنیمت کے ساتھ واپس آتا ہے۔

{عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَائِذٍ ،كَذَا قَالَ ابْنُ عَائِذٍ، قَالَ:وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ}(الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین (۲۸۷ھ-۳۸۵ھ) ج اص ۷۷-المکتبۃ الشاملہ)

ترجمہ:حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عشا اور فجر کی جماعت میں حاضر ہو،اس کے لیے حج وعمرہ کرنے والے کی طرح اجر ہے۔

مرقومہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ بعض کو شہید کا اجر،بعض کو سو شہید کا اجر ،بعض کو جہاد فی سبیل اللہ کا اجر اور بعض کو حج وعمرہ کا اجر عطا کیا جاتا ہے،لیکن ان سب کو شہید، یا مجاہد، یا حاجی کا رتبہ عطا نہیں ہوتا، پس اجر اور درجہ میں فرق ہے۔ایک شہید کو تو عموماً ایک ہی شہید کا اجر ملتا ہے،لیکن سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہید کا ثواب دیا جاتا ہے، لیکن اس کو شہید کا رتبہ نہیں ملتا۔

ایسا ہوسکتا ہے کہ شب قدر میں اجر زیادہ ہو،اور شب ولادت میں قبولیت ومنزلت زیادہ ہو۔ چوں کہ عام مسلمانوں کو اجر کی زیادتی مطلوب ہوتی ہے،اس لیے انہیں شب قدر ودیگر مقدس راتوں کے بارے میں بتا دیا گیا،جن میں عبادتوں کا اجر زیادہ تھا۔شب ولادت مبارکہ کا تعلق درجات ومراتب سے تھا تو عام اطلاع نہ دی گئی۔ درجات ومراتب کا خاص تعلق خواص سے ہے۔

شب قدر غیر متعین

شب قدر کا تعین یقینی طور پر احادیث مبارکہ میں موجود نہیں۔رمضان کے عشرۂ اخیرہ

کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم آیا، یعنی تمام طاق راتوں میں سے کوئی ایک شب قدر ہے، پس ان تمام راتوں میں عبادت کی جائے، تاکہ ہر رات عبادت کا اجر بھی حاصل ہو سکے، اور شب قدر بھی مل جائے۔ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو بعض علامات ومشاہدات کے سبب ترجیح حاصل ہے۔ شب قدر یقینی طور پر متعین نہیں۔

{عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ}

(صحیح بخاری جلد اول: باب تحری لیلۃ القدر)

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ص ۳۰۸ -شعب الایمان للبیہقی ج۳ص ۳۲۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

توضیح: بعض اہم امور کبھی کسی سبب سے مخفی اور پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، جیسے شب قدر۔ اسی طرح ممکن ہے کہ شب ولادت اقدس کی افضلیت کو عام امت سے پوشیدہ رکھا گیا ہو۔ اس کی اطلاع نہ دی گئی ہو۔ خواص کو اطلاع ہو بھی تو انہیں بہت سے امور مخفی رکھنے کا حکم ہوتا ہے۔

نسبت والی ہر شئ افضل قرار پائی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضلیت کے مرجع ومصدر ہیں۔ اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ جو کتاب آپ کو عطا ہوئی، ساری کتابوں سے افضل، آپ کے صحابہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے افضل، آپ کی امت ساری امتوں سے افضل، آپ جس جگہ آرام فرما ہیں، زمین کا وہ حصہ ساری کائنات یہاں تک کہ عرش وکرسی سے افضل، آپ کا دین تمام آسمانی مذاہب سے افضل واکمل اور افراط وتفریط سے معری وخالی ہے۔ الغرض آپ سے نسبت رکھنے والی ہر شئ افضل ہے۔

اس تناظر میں غور کیا جائے تو اگر حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ووصال کے سبب یوم جمعہ افضل ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ودلات ووصال کے سبب یوم دوشنبہ افضل ہونا چاہئے، لیکن دلیل سے یوم جمعہ کی افضلیت ثابت ہے۔اگر نزول ملائکہ کے سبب شب قدر افضل ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے سبب شب میلا دمبارک افضل ہونی چاہئے، لیکن کسی کی افضلیت محض عقل سے ثابت نہیں ہوسکتی، بلکہ نقلی دلیل کی ضرورت ہے۔

شب ولادت مبارک یا شب قدر کی افضلیت کے لیے دلیل سمعی کی ضرورت ہوگی، یا کسی کی افضلیت پر اجماع منعقد ہو جائے، جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اجماع منعقد ہے۔اجماع بھی دلیل شرعی ہے۔اس امر کی تفصیل آنے والی ہے۔واضح رہے کہ شب قدر کی افضلیت منصوص نہیں۔ہاں،فضیلت ضرور منصوص ہے۔

شب قدر کی افضلیت منصوص نہیں

امام مجتہد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ(۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے شب جمعہ کو شب قدر سے افضل بتایا، کیوں کہ شب جمعہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک مادر محترمہ کے شکم میں استقرار پایا تھا،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے سبب رحمت وبرکت ہیں۔مومن وکافر ہر ایک پر آپ کے سبب رحمت ہوئی۔

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

''بداں کہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ وابداع ذرۂ محمدیہ درصدف رحم آمنہ درایام حج بر قول اصح دراوسط ایام تشریق شب جمعہ بود۔ازیں جہت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لیلۃ الجمعہ را فاضل تر از لیلۃ القدر داشتہ کہ خیرات وبرکات وکرامات وسعادات کہ درجنس ایں شب بر عالمیاں ومومناں مفاض ومنزل شدہ، درہیچ شبے نشدہ تا روز قیامت، بلکہ تا ابد، واگر بہ ہمیں جہت شب میلا درا افضل از شب قدر رواز تدبیری سزد، وقد صرح بہ العلماء رحمہم اللہ''۔

(مدارج النبوت: جلد دوم:ص ۱۸-مطبع منشی نول کشور لکھنو)

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفوی وابداع ذرۂ محمدی درصدف آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصح قول کے مطابق ایام حج کے درمیانی تشریق کے دنوں میں شب جمعہ میں ہوا تھا۔اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک شب جمعہ،لیلۃ القدر سے افضل ہے،اس لیے کہ اس رات سارے جہاں اور تمام مسلمانوں پر ہرقسم کی خیر وبرکت اور سعادت وکرامت جس قدر نازل ہوئی،اتنی قیامت تک کسی رات میں نہ ہوگی، بلکہ تاابد کبھی نازل نہ ہوگی،اور اگر اس لحاظ سے میلاد شریف کی رات کوشب قدر سے افضل جانیں تو یقیناً یہ رات اس کی مستحق ہے،جیسا کہ علمائے اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح کی ہے۔

عہد جاہلیت کے ایام حج کوموجودہ ایام حج پر قیاس نہ کیا جائے۔عہد جاہلیت میں ہر ماہ میں ایام حج آجاتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نور نبوی کس دن،کس ماہ وکس تاریخ کوشکم آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منتقل ہوا۔

اس بارے میں مجدد صدی چہاردہم امام احمدرضا قادری (۱۲۷۲ھ - ۱۳۴۰ھ -۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے تحریر فرمایا:(۱)''اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارہویں تاریخ''۔

(نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۴-رضا اکیڈمی ممبئ)

(۲)''مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے۔اہل عرب ہمیشہ شہرحرم کی تقدیم وتاخیر کر لیتے ،جس کے سبب ذی الحجہ ہرماہ میں دورہ کرجاتا''۔(نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۵)

(۳)امام مجتہد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کونقل فرماتے ہوئے امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا:

''مسئلہ ثانیہ: دن کیا تھا؟الجواب: کہا گیا روز دوشنبہ۔ذکرہ الزبیر بن بکار وبہ جزم فی تکملۃ مجمع البحار،اور اصح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی،اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شب جمعہ کوشب

قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر وبرکت وکرامت وسعادت جو اس میں اتری ،اس کے ہمسر نہ کبھی اتری، نہ قیامت تک اترے۔وہاں ''تنزل الملائکۃ والروح فیہا'' ہے۔یہاں مولائے ملائکہ وآقائے روح کا نزول اجلال عظیم الفتوح ہے،صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''۔

(نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۴-رضا اکیڈمی ممبئ)

سوالات

(۱) شب قدر کی فضیلت منصوص ہے،لیکن شب قدر کی افضلیت کا ذکر کہاں ہے؟

(۲) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امام مجتہد کا اجتہاد واضح کر رہا ہے کہ شب قدر کی افضلیت منصوص نہیں۔

اگر منصوص ہوبھی تو اس کی افضلیت پر دلیل قطعی نہیں۔اگر دلیل قطعی ہوتی تو اجتہاد کیسے ہوتا؟ اجتہاد صرف ظنی امور میں ہوتا ہے، نہ کہ قطعیات میں۔

(۳) فضیلت وافضلیت میں بہت فرق ہے۔افضلیت باب اعتقادیات سے ہے۔ اس کی دلیل ایسی ہو جو باب اعتقادیات میں قبول کی جاسکتی ہو۔شب قدر کی فضیلت کی دلیل کیا ہے؟ قرآن مجید میں اس کی فضیلت کا بیان ہے۔یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ افضل ہے۔

افضل رات مختلف فیہ

سب سے افضل رات میں اختلاف ہے۔نہ قرآن وحدیث میں اس کا قطعی ثبوت فراہم ہوتا ہے، نہ ہی کسی رات کی افضلیت پر اجماع موجود۔چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام الصوفیا ابوطالب مکی: محمد بن علی بن عطیہ حارثی (م ۳۸۶ھ-۹۹۶ء) نے رقم فرمایا:

{وما ذکرناہ من الصلاۃ والسور المقروئۃ والصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجمیع الذکر فی یوم الجمعۃ فانہ یستحب فی لیلتہا وھی

من افضل اللیالی فلا یدعن ذلک من وجد الیه سبیلا}

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ج۱ص۱۲۸-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا یعنی نماز نفل، پڑھی جانے والی سورتیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور جمعہ کے دن کے تمام اذکار، وہ جمعہ کی رات کو بھی مستحب ہیں، اور شب جمعہ افضل راتوں میں سے ہے، پس ان کو وہ ترک نہ کرے، جو ان کی گنجائش پائے۔

(۲) حافظ ابو محمد زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری (۵۸۱ھ-۶۵۶ھ-۱۱۸۵ء-۱۲۵۸ء) نے رقم فرمایا: **{وافضل اللیالی لیلة مولده صلی اللہ علیه وسلم-وعند الامام احمد بن حنبل افضل الایام یوم الجمعة مطلقًا وعند الشافعیة الافضل یوم عرفة فیوم الجمعة فیوم عید الاضحٰی فیوم عید الفطر واللیالی لیلة مولده المبارکة صلی اللہ علیه وسلم فلیلة القدر فلیلة الجمعة فلیلة الاسراء-وعنده صلی اللہ علیه وسلم الافضل لیلة الاسراء و قد رأی ربه بعینی رأسه علیه الصلوٰة والسلام}** (الترغیب والترہیب ج۱ص۴۸۳)

ترجمہ: ساری راتوں میں سب سے افضل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی رات ہے، اور امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے یہاں سارے دنوں میں یوم جمعہ افضل ہے، اور شوافع کے یہاں یوم عرفہ افضل ہے، پھر یوم جمعہ، پھر یوم عید قرباں، پھر یوم عید فطر، اور راتوں میں سب سے افضل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی رات ہے، پھر شب قدر، پھر شب جمعہ، پھر شب معراج، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعتبار سے سب سے افضل، شب معراج ہے، کیوں کہ (اس شب کو) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا۔

(۳) ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) تلمیذ ابن تیمیہ حرانی نے لکھا:

{نهی عن تخصیص لیلة الجمعة بالقیام من بین اللیالی لانها من افضل اللیالی حتی فضلها بعضهم علی لیلة القدر وحکیت روایة عن احمد فهی فی مظنة تخصیصها بالعبادة فحسم الشارع الذریعة وسدها بالنهی عن تخصیصها بالقیام} (زادالمعادج۱ص۴۰۳)

ترجمہ: راتوں میں سے شب جمعہ کو عبادت کے ساتھ خاص کرنے کی ممانعت وارد ہوئی، اس لیے کہ وہ راتوں میں افضل ہے، یہاں تک کہ بعض نے اسے شب قدر پر فضیلت دی، اورامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت آئی (کہ شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے)، پس شب جمعہ عبادت کے ساتھ خاص کیے جانے کی منزل میں ٹھہری توحضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذریعہ کوختم فرمادیا اور بند کردیا عبادت کے ساتھ اس رات کی تخصیص کی ممانعت فرما کر۔

(۴) ابن مفلح: محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، ابوعبداللہ شمس الدین مقدسی رامینی صالحی (۷۰۸ھ-۷۶۳ھ-۱۳۰۸ء-۱۳۶۲ء) تلمیذ ابن تیمیہ حرانی نے تحریر فرمایا:

{ذکر المصنف فی شرح الهدایة ان ابن عقیل علل ان لیلة الجمعة افضل اللیالی، لانها تابعة لما هو افضل الایام وهو یوم الجمعة وظاهر هذا ان افضلیة یوم الجمعة محل وفاق}

(النکت والفوائد السنیۃ علی مشکل المحرر لابن تیمیہ ج۱ص۱۷۰)

ترجمہ: ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے شرح ہدایہ میں بیان کیا کہ امام ابن عقیل نے علت بیان کی کہ شب جمعہ ساری راتوں سے افضل ہے، اس لیے کہ وہ سب سے افضل دن یعنی روز جمعہ کے تابع ہے۔ اس قول کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یوم جمعہ کی افضلیت متفق علیہ ہے۔

(۵)ابن مفلح: ابوعبداللہ شمس الدین مقدسی رامینی صالحی (۷۰۸ھ-۷۶۳ھ) نے لکھا:

{ليلة القدر افضل الليالی-وهی افضل من ليلة الجمعة للآية وذكره الخطابی اجماعًا وذكر ابن عقيل روايتين-احداهما هذا،والثانية ليلة الجمعة افضل وعلله بانها تتكرروبانها تابعة لما هوافضل الايام وهو يوم الجمعة-قال صاحب المحرر-وهی اختيار ابن بطة وابی الحسن الخرزی(الخرزی)وابی حفص البرمكی واحتجوا بان الليلة تابعة ليومها وفيه ما لم يذكر فی فضل يوم ليلة القدر ولبقاء فضلها فی الجنة لان فی قدر يومها تقع الزيارة الی الحق سبحانه كما رواه الترمذی وابن ماجة من حديث ابی هريرة واسناده حسن-وقال ابو الحسن التميمی:ليلة القدر التی انزل فيها القرآن افضل من ليلة الجمعة فاما امثالها من ليالی القدر فليلة الجمعة افضل}(الفروع ج۳ص۱۰۷)

ترجمہ: شب قدر تمام راتوں میں افضل ہے،اورآیت کریمہ (لیلۃ القدر خیر من الف شہر) کے سبب یہ شب جمعہ سے افضل ہے،اورامام خطابی نے اس کا اجماعاً ذکر کیا اورامام ابن عقیل حنبلی نے دوروایت بیان کی۔ان میں سے ایک یہی ہے،اوردوسری روایت یہ کہ شب جمعہ افضل ہے،اوراس کی علت یہ بیان کی کہ وہ (سال میں) بار بار آتی ہے،اوراس لیے کہ وہ اس دن کے تابع ہے جوتمام دنوں میں افضل ہے،اوروہ جمعہ کا دن ہے۔

صاحب محرر،مجدالدین ابن تیمیہ حرانی،ابوالبرکات حنبلی:عبدالسلام بن عبداللہ بن خضر بن محمد(جدابن تیمیہ امام الوہابیہ)(۵۹۰ھ-۶۵۲ھ-۱۱۹۴ء-۱۲۵۴ء) نے فرمایا کہ یہی ابن بطہ،ابوالحسن خرزی:احمد بن نصر بن محمد زہیری بغدادی نیشاپوری (م ۳۸۰ھ) اور ابوحفص برمکی کا مسلک مختار ہے۔ان لوگوں نے یہ دلیل دی کہ رات اپنے دن کے تابع ہوتی

ہے،اوراس دن میں وہ فضیلت ہے جو شب قدر کے دن کے بارے میں بیان نہ کی گئی،اور جنت میں اس رات کی فضیلت کے باقی رہنے کی وجہ سے،کیوں کہ جنت میں جمعہ کے دن کی مقدار میں رب تعالیٰ کی زیارت واقع ہوگی،جیسا کہ ترمذی اورابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ کی حدیث بیان فرمائی،اوراس کی سند صحیح ہے۔

ابوالحسن تمیمی حنبلی (۳۱۷ھ-۳۷۱ھ) نے فرمایا کہ وہ شب قدر جس میں قرآن نازل کیا گیا،وہ شب جمعہ سے افضل ہے،لیکن اس کی مثل قدر کی راتوں سے جمعہ کی رات افضل ہے۔

(۶) قاضی القضاۃ برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح مقدسی حنبلی (۷۴۹ھ-۸۰۳ھ-۱۳۴۸ء-۱۴۰۱ء) نے تحریر فرمایا:

{وهی افضل اللیالی ذکرها الخطابی اجماعًا وذکر ابن عقیل روایة ان لیلة الجمعة افضل لانها تکرر وبانها تابعة لما هو افضل واختاره جماعة—و قال الحسن التمیمی: لیلة القدر التی انزل فیها القرآن افضل من لیلة الجمعة فاما امثالها من لیالی القدر فلیلة الجمعة افضل}(المبدع ج۳ص۶۰)

ترجمہ: شب قدر تمام راتوں میں افضل ہے۔امام خطابی نے اس کو اجماعاً ذکر کیا اور ابن عقیل نے ایک روایت ذکر کی کہ شب جمعہ افضل ہے،اس لیے کہ وہ سال میں بار بار آتی ہے،اوراس لیے کہ وہ افضل دن کے تابع ہے،اوراس کو ایک جماعت نے اختیار کیا،اورابو الحسن تمیمی: عبدالعزیز بن حارث بن اسد بن لیث حنبلی (۳۱۷ھ-۳۷۱ھ-۹۲۹ء-۹۸۲ء) نے کہا کہ جس رات میں قرآن نازل کیا گیا،وہ شب جمعہ سے افضل ہے،لیکن قدر کی راتوں میں سے اس کے امثال،پس شب جمعہ افضل ہے۔

توضیح: نزول قرآن کی خاص رات علاوہ دوسری شب قدر،شب جمعہ سے افضل نہیں۔

(۷)علی بن سلیمان بن احمد مرداوی دمشقی حنبلی (۸۱۷ھ-۸۸۵ھ-۱۴۱۴ء-

۱۴۸۰ء) نے رقم فرمایا:{لیلة القدر افضل اللیالی علی الصحیح من المذھب وحکاہ الخطابی اجماعًا وعنه لیلة الجمعة افضل –ذکرھا ابن عقیل –قال المجد فی شرحه و ھذہ الروایة اختیار بن بَطَّةَ وابی الحسن الجوزی وابی حفص البرمکی لانھا تابعة لافضل الایام}(الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علیٰ مذہب الامام احمد بن حنبل للمرداوی ج۳ص۳۵۷)

ترجمہ: شب قدر صحیح مذہب کے مطابق تمام راتوں سے افضل ہے،اور امام خطابی نے اس کو اجماعاً نقل کیا،اور خطابی سے روایت ہے کہ شب جمعہ افضل ہے۔اس کا ذکر امام ابن عقیل نے کیا۔مجد الدین ابن تیمیہ حنبلی (جد ابن تیمیہ حرانی) نے اپنی شرح میں کہا کہ اسی روایت کو ابن بطہ: عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان،ابو عبد اللہ عکبری حنبلی (۳۰۴ھ-۳۸۷ھ - ۹۱۷ء-۹۹۷ء)،ابو الحسن جوزی اور ابو حفص برمکی: عمر بن احمد بن ابراہیم بن اسماعیل حنبلی بغدادی (م۳۸۷ھ-۹۹۷ء) نے اختیار کیا،اس لیے کہ شب جمعہ سارے دنوں میں افضل دن کے تابع ہے۔

ابو الحسن خرزی کو،خزری، جوزی اور جزری لکھ دیا گیا ہے۔یہ کتابت کی غلطی ہے۔در اصل یہ لفظ ''خرزی'' ہے۔پہلے را بلا نقطہ ہے، پھر زا نقطہ کے ساتھ ہے۔امام ابو الحسن بن ابی علی: محمد بن محمد (م۵۲۶ھ) نے ابو الحسن خرزی کے بارے میں لکھا:

{ومن جملة اختیاراته ....وان لیلة الجمعة افضل من لیلة القدر}

(طبقات الحنابلۃ ج۲ص۱۶۷-دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: امام خرزی کے اختیار کردہ مسائل میں سے ہے کہ......شب جمعہ،شب قدر سے افضل ہے۔

(۸) امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے تحریر فرمایا:

{ان افضل اللیالی لیلۃ المولد الشریف ثم لیلۃ القدرثم لیلۃ الجمعۃ ثم لیلۃ الاسراء– ھذا بالنسبۃ لنا واما بالنسبۃ لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلیلۃ الاسراء افضل اللیالی،لانہ رأی فیھا ربہ بعینی رأسہ علی الصحیح}

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ج۹ص۹۲)

ترجمہ:سب سے افضل رات میلاد مبارک کی رات ہے، پھر شب قدر، پھر شب جمعہ ، پھر شب معراج ۔ یہ ہماری نسبت سے ہے،اورلیکن حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے، پس شب معراج ساری راتوں میں افضل ہے،اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق اس شب کوآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا۔

(۹)امام منصور بن یونس بن صلاح الدین بن حسن بن ادریس بہوتی حنبلی مصری (۱۰۰۰ھ-۱۰۵۱ھ-۱۵۹۱ء-۱۶۴۱ء)تحریرفرمایا:{وھی افضل اللیالی ذکرہ الخطابی اجماعًا وذکر ابن عقیل روایۃ ان لیلۃ الجمعۃ افضل،لانھا تکرر ولانھا تابعۃ لما ھو افضل واختارہ جماعۃ–وقال ابوالحسن التمیمی–لیلۃ القدر التی انزل فیھا القرآن افضل من لیلۃ الجمعۃ فاما امثالھا من لیالی القدر فلیلۃ الجمعۃ افضل}(کشاف القناع ج۲ص۳۴۵)

ترجمہ:شب قدر تمام راتوں سے افضل ہے۔امام ابوسلیمان خطابی:حمدبن محمد بن ابراہیم بن خطاب بستی(۳۱۹ھ-۳۸۸ھ-۹۳۱ء-۹۹۸ء) نے اس کواجماعاً ذکر کیااورامام ابن عقیل:بہاءالدین ہاشمی،عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد قرشی (۶۹۴ھ-۷۶۹ھ-۱۲۹۴ء-۱۳۶۷ء) نے ایک روایت ذکر کی کہ شب جمعہ افضل ہے،اس لیے کہ وہ سال میں باربارآتی ہے،اوراس لیے کہ وہ افضل دن کے تابع ہے،اوراس کوایک جماعت نے اختیار کیا،اورابوالحسن تمیمی نے کہا کہ جس رات میں قرآن نازل کیا گیا،وہ شب جمعہ سے

افضل ہے،لیکن قدر کی راتوں میں سے اس کی مماثل راتیں،پس شب جمعہ افضل ہے۔

توضیح:نزول قرآن کی خاص رات کے علاوہ دوسری شب قدر شب جمعہ سے افضل نہیں۔

(۱۰)مفسر اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ) نے تحریر فرمایا:{**اما افضل الليالی فقيل ليلة القدر لنزول القرآن فيها وقيل ليلة المولد المحمدی لولاه ما انزل القرآن ولا تعينت ليلة القدر فعلى الامة تعظيم شهر المولد وليلته كی ينالوا منه شفاعته ويصلوا الٰی جواره**}(تفسیر روح البیان ج۲ص۱۹۳)

ترجمہ:لیکن ساری راتوں میں افضل رات،پس کہا گیا کہ شب قدر افضل ہے، قرآن مجید کے اس رات میں نازل ہونے کی وجہ سے،اور کہا گیا کہ شب ولادت اقدس افضل ہے،اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو قرآن نازل نہ ہوتا،اور شب قدر متعین نہ ہوتی،پس امت پر ولادت اقدس کے ماہ مبارک اور شب ولادت اقدس کی تعظیم وتکریم لازم ہے،تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور پڑوس پاسکیں۔

(۱۱)مفسر اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ) نے رقم فرمایا:{**وافضل الليالی ليلة المولد المحمدی،لو لاه ما نزل القرآن ولا نعتت ليلة القدر وهو الاصح**}

(تفسیر حقی ج۶ص۳۴۰)

ترجمہ:راتوں میں سب سے افضل شب ولادت نبوی ہے،اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو نہ قرآن نازل ہوتا،نہ ہی شب قدر کی صفت بیان کی جاتی،اور یہی سب سے صحیح ہے۔

(۱۲)ابوسعید خادمی حنفی:محمد بن محمد بن مصطفیٰ بن عثمان (۱۱۱۳ھ-۱۱۷۶ھ-۱۷۰۱ء-۱۷۶۳ء) نے رقم فرمایا:{**قال فی المواهب:ليلة الاسراء افضل فی حق النبی و ليلة القدر افضل فی عمل الامة اذ عملها خير من عمل ثمانين سنة ولم يرو**

فی عمل الاسراء و فضلها خبر صحیح ولا ضعیف واما لیلة مولده فقال فی محل آخر ،فافضل بثلاثة وجوه}

(البریقة المحمودیة فی شرح الطریقة المحمدیہ ج اص ۴۴۳)

ترجمہ: مواہب اللدنیہ میں فرمایا: شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہے، اور شب قدر امت کے عمل کے حق میں افضل ہے، اس لیے کہ اس رات کا عمل اسی (۸۰) سال کی عبادت سے بہتر ہے، اور شب معراج کے عمل اور اس کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں آئی ، اور نہ ہی کوئی ضعیف روایت ،لیکن شب ولادت اقدس، پس صاحب مواہب نے دوسری جگہ فرمایا کہ وہ تین اعتبار سے سب سے افضل ہے۔

(۱۳) محمد بن اسماعیل امیر صنعانی شیعی زیدی یمنی (م ۱۱۸۲ھ) نے لکھا:

{قیل لیلة القدر افضل اللیالی و قیل: بل لیلة الاسراء}

(التنویر شرح الجامع الصغیر ج ۹ ص ۳۰۱)

ترجمہ: شب قدر تمام راتوں میں افضل ہے، اور ایک قول ہے کہ شب معراج افضل ہے۔

(۱۴) امام سلیمان بن محمد بن عمر بجیرمی شافعی مصری (۱۱۳۱ھ-۱۲۲۱ھ-۱۷۱۹ء-۱۸۰۶ء) نے تحریر فرمایا: {لیلة المولد افضل منهما}

(تحفۃ الحبیب علیٰ شرح الخطیب ج ۲ ص ۳۸۸ - دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: شب ولادت ان دونوں (شب قدر و شب معراج) سے افضل ہے۔

(۱۵) علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{نقل ط عن بعض الشافعیة: ان افضل اللیالی لیلة مولده صلی الله علیه وسلم ثم لیلة القدر ثم لیلة الاسراء والمعراج ثم لیلة عرفة ثم لیلة الجمعة ثم لیلة النصف من شعبان ثم لیلة العید} (رد المحتار ج ۸ ص ۲۸۵)

ترجمہ: علامہ سید احمد طحطاوی (م ۱۲۳۱ھ) نے بعض شوافع سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی رات ساری راتوں سے افضل ہے، پھر شب قدر، پھر شب معراج، پھر شب عرفہ، پھر شب جمعہ، پھر شب نصف شعبان، پھر عید کی رات۔

(۱۶) محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی بغدادی (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۰ھ) نے لکھا:

{ان ظاهر كلام بعض الحنفية كصاحب الجوهرة ان ليلة النحر افضل من ليلة القدر وسائر ليالى السنة ويرد عليه ظاهر الأية ايضًا ولعله يجيب بنحو ما سبق انفا ونقل الطحطاوى عليه الرحمة فى حواشى المختار عن بعض الشافعية ان افضل الليالى ليلة مولده عليه الصلوٰة والسلام ثم ليلة القدر ثم ليلة الاسراء ثم ليلة عرفة ثم ليلة الجمعة ثم ليلة النصف من شعبان ثم ليلة العيد} (تفسیر روح المعانی جز ۳۰ ص ۱۹۴)

ترجمہ: بعض احناف جیسے صاحب جوہرہ نیرہ ابوبکر حدادیمنی زبیدی (م ۸۰۰ھ) کے کلام کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ عید قربانی کی رات شب قدر سے افضل ہے، اور سال بھر کی ساری راتوں سے افضل ہے۔ اس پر آیت کریمہ (لیلۃ القدر خیر من الف شہر) کے ظاہری مفہوم سے اعتراض وارد ہوتا ہے، اور شاید اسی طرح جواب دیں، جو ابھی گزرا، اور علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمہ (م ۱۲۳۱ھ) نے درمختار کے حاشیہ میں بعض شوافع سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی شب ساری راتوں سے افضل ہے، پھر شب قدر، پھر شب معراج، پھر شب عرفہ، پھر شب جمعہ، پھر شب نصف شعبان، پھر عید کی رات۔

(۱۷) محمود حسینی آلوسی بغدادی (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۰ھ) نے شب معراج کے بارے میں لکھا: **{وهى علٰى ما نقل السفيرى عن الجمهور افضل الليالى حتى ليلة القدر مطلقًا وقيل هى افضل بالنسبة الى النبى وليلة القدر افضل بالنسبة**

الٰی امتہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ورد بان ما کان افضل بالنسبۃ الیہ فھو افضل بالنسبۃ الٰی امتہ علیہ الصلٰوۃ والسلام فھی افضل مطلقًا،نعم لم یشرع التعبد فیھا و التعبد فی لیلۃ القدر مشروع الی یوم القیامۃ–واللّٰہ تعالٰی اعلم}(تفسیر روح المعانی:جز۱۵ص۷)

ترجمہ: جیسا کہ امام شمس الدین سفیری:محمد بن عمر بن احمد شافعی حلبی (۸۷۷ھ-۹۵۶ھ-۱۴۷۲ء-۱۵۴۹ء) نے جمہور سے نقل کیا کہ شب معراج تمام راتوں سے مطلقاً افضل ہے، یہاں تک کہ شب قدر سے،اور کہا گیا کہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نسبت کرتے ہوئے افضل ہے،اور شب قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی طرف نسبت کرتے ہوئے افضل ہے۔اس قول کی اس طرح تردید کی گئی کہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے افضل ہو، وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی جانب نسبت کرتے ہوئے بھی افضل ہوگی، پس شب معراج مطلقاً افضل ہے۔ ہاں،اس رات کو عبادت مشروع نہیں،اور شب قدر میں قیامت تک عبادت مشروع ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۸)امام عبد الحمید مکی شروانی شافعی (م۱۳۰۱ھ) نے تحریر فرمایا:**{<u>وان افضل اللیالی لیلۃ المولد الشریف</u> ثم لیلۃ القدر ثم لیلۃ الجمعۃ ثم لیلۃ الاسراء– ھذا بالنسبۃ لنا واما بالنسبۃ لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلیلۃ الاسراء افضل اللیالی،لانہ رأی فیھا ربہ بعینی رأسہ علی الصحیح}**

(حواشی الشروانی علیٰ تحفۃ المحتاج ج۲ص۴۰۵)

ترجمہ:سب سے افضل رات میلاد مبارک کی رات ہے، پھر شب قدر، پھر شب جمعہ ، پھر شب معراج ۔یہ ہماری نسبت سے ہے،اور لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نسبت سے تو شب معراج ساری راتوں میں افضل ہے، اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق اس شب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا۔

(۱۹) امام محمد نووی بن عمر تناری اشعری شافعی (م ۱۳۱۶ھ) نے رقم فرمایا:

{و افضل اللیالی لیلة المولد الشریف فالقدر فالاسراء}

(نہایۃ الزین شرح قرۃ العین للملیباری ج ۱ ص ۱۹۸)

ترجمہ: راتوں میں سب سے افضل شب ولادت اقدس ہے، پھر شب قدر، پھر شب معراج۔

(۲۰) جامع از ہر مصر کے فتاویٰ میں ہے: **{رجح الکثیرون ان لیلة المولد افضل}** (فتاوی الازہر ج ۱۰ ص ۱۸۹-وزارة الاوقاف المصریہ: مصر)

ترجمہ: اکثر علما نے ترجیح دی کہ شب ولادت اقدس سب سے افضل رات ہے۔

(۲۱) ابو یوسف محمد زاہد نے لکھا: **{نهی عن تخصیص لیلة الجمعة بالقیام من بین اللیالی لانها من افضل اللیالی حتی فضلها بعضهم علی لیلة القدر و حکیت روایة عن احمد فهی فی مظنة تخصیصها بالعبادة فحسم الشارع الذریعة وسدها بالنهی عن تخصیصها بالقیام}** (المتعۃ فی خواص یوم الجمعہ ج ۱ ص ۱۲۸)

ترجمہ: راتوں میں سے شب جمعہ کو عبادت کے ساتھ خاص کرنے کی ممانعت وارد ہوئی، اس لیے کہ وہ راتوں میں افضل ہے، یہاں تک کہ بعض نے اسے شب قدر پر فضیلت دی، اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت آئی (کہ شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے)، پس شب جمعہ عبادت کے ساتھ خاص کیے جانے کی منزل میں ٹھہری تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذریعہ کو ختم فرمادیا اور بند کردیا، عبادت کے ساتھ اس رات کی تخصیص کی ممانعت فرما کر۔

(۲۲) **{وذهب المالکیة فی قول آخر-وهو رأی بعض الحنابلة-الی**

ان یوم الجمعة افضل الایام لان لیلتها افضل اللیالی لانها تابعة لما هو افضل الایام} (الموسوعة الفقہیۃ الکویتیہ ج۴۵ص۳۳۹-وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ:کویت)

ترجمہ:دوسرے قول میں مالکیہ اس جانب گئے،اور یہی بعض حنبلیوں کا قول ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل ہے،اس لیے کہ اس کی رات تمام راتوں میں افضل ہے،اس لیے کہ وہ تمام دنوں میں افضل دن کے تابع ہے۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی کہ شب قدر کی افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔شب قدر کی افضلیت نہ ہی منصوص ہے،نہ اس پر اجماع قائم ہے۔ امام خطابی کا دعویٰ اصول شرع کی روشنی میں قابل اعتماد نہیں۔قدرے تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

اجماع کا دعویٰ نا قابل قبول

(۱)امام ابوسلیمان خطابی کی جانب سے شب قدر کی افضلیت پر اجماع کا دعویٰ ان کے تفردات میں سے ہے۔امام خطابی کے علاوہ کسی نے اجماع کا ذکر نہیں کیا۔

(۲)امام خطابی (۳۱۹ھ-۳۸۸ھ) سے قبل،امام مجتہد امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے شب جمعہ کی افضلیت بتائی تو اب شب قدر کی افضلیت پر اجماع کیسے ثابت ہوگا؟

(۳)اجماع کے لیے نقل اجماع کے اعتبار سے احکام ہیں۔یہاں شب قدر کی افضلیت میں سلف وخلف کا اختلاف رہا ہے۔اگر اجماع اجماعی طور پر منقول ہوتو یہ اجماع خبر متواتر کی طرح یقینی ہوگا،اور اگر اجماعی طور پر منقول نہ ہوتو یہ خبر واحد کی طرح ظنی ہوگا۔

ملا احمد جیون بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق مکی صالحی لکھنوی (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ-۱۶۳۷ء-۱۷۱۸ء) نے تحریر فرمایا:{**(واذا انتقل الینا اجماع السلف باجماع کل عصر علیٰ نقله کان کنقل الحدیث المتواتر)فیکون موجبًا**

للعلم والعمل قطعًا کاجماعهم علیٰ کون القرآن کتاب اللّٰه تعالیٰ وفرضیة الصلٰوة وغیرها(واذا انتقل الینا بالافراد کان کنقل السنة بالاحاد)فانه یوجب العمل دون العلم مثل خبر الآحاد}

(نورالانوارج۲ص۱۹۳-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: جب اسلاف کا اجماع اس کی نقل پر ہرزمانے کے اجماع کے ساتھ ہم تک منتقل ہوتو حدیث متواتر کی نقل کی طرح ہے،پس یہ یقین اورعمل کا یقینی سبب ہوگا،جیسے قرآن کے کتاب اللہ ہونے اورفرضیت نماز وغیرہ پراجماع،اوراگراجماع ہم تک بطریق افراد پہنچےتو بطریق آحاد،حدیث کی نقل کی طرح ہے،پس یہ عمل کا سبب ہوگا،یقین کا نہیں، جیسے خبرآحاد۔

توضیح:خبرواحد کی روایت کے تین طریقے ہیں۔دو سے زائدراوی ہوں تومشہور،دو راوی ہوں تو عزیز،اوردو سے کم یعنی ایک راوی ہوتوغریب ۔ اس طرح شب قدر کی افضلیت پراجماع کی روایت اصول حدیث کی روشنی میں غریب قرار پائی،کیونکہ اس اجماع کوصرف امام خطابی نے بیان فرمایا۔بعدوالوں نے انہیں سے نقل فرمایا۔

(۴)امام خطابی سے امام ابن عقیل نے دوروایت نقل کی ہے،جیسا کہ مرداوی نے صراحت کی۔ایک شب قدرکی افضلیت کی،اوردوسری روایت شب جمعہ کی افضلیت کی۔

شب جمعہ کی افضلیت کے بارے میں گزرچکا کہ یہ ابن بطہ،ابوالحسن خرزی اور ابوحفص برمکی کا مسلک مختار ہے۔

(۵)جس زمانہ میں امام خطابی(۳۱۹ھ-۳۸۸ھ)نے اجماع کا ذکرکیا،اسی عہد میں حنبلی مسلک کے اکابرفقہا مثلاًابوالحسن خرزی:احمد بن نصر بن محمد زہیری بغدادی نیشا پوری حنبلی(م۳۸۰ھ)،ابن بطہ:عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان،ابوعبداللہ عکبری حنبلی

(۳۰۴ھ-۳۸۷ھ-۹۱۷ء-۹۹۷ء) اور ابوحفص برمکی: عمر بن احمد بن ابراہیم بن اسماعیل حنبلی بغدادی (م۳۸۷ھ-۹۹۷ء) شب جمعہ کی افضلیت کو ترجیح دے رہے تھے۔اب اس عہد میں شب قدر کی افضلیت پر اجماع کا امکان نظر نہیں آتا۔خطابی سے ماقبل کی صدی میں امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) شب جمعہ کو تمام راتوں میں افضل قرار دے رہے تھے۔اب شب قدر کی افضلیت پر اجماع کب منعقد ہوا؟اس کی وضاحت کی جائے۔

(۶)امام خطابی کے عہد میں فقیہ ابوالحسن تمیمی حنبلی (۳۱۷ھ-۳۷۱ھ) نے کہا کہ وہ شب قدر جس میں قرآن نازل کیا گیا، وہ شب جمعہ سے افضل ہے،لیکن اس کی مثل قدر کی راتوں سے جمعہ کی رات افضل ہے۔اب عہد خطابی میں اجماع کیسے منعقد ہوسکتا ہے؟

(۷)حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب امور کی تعظیم وادب کرنا چاہئے یا نہیں؟ شب ولادت اقدس بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب ہے۔

افضلیت کا اثبات کیسے ہوگا؟

(۱) سید السند میر سید شریف جرجانی (۷۴۰ھ-۸۱۶ھ) نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کی بحث میں تحریر فرمایا:

{ان الافضلية لا مطمع فيها فى الجزم واليقين ولا دلالة للعقل بطريق الاستقلال على الافضلية بمعنى الاكثرية فى الثواب،بل مستندها النقل و ليست هذه المسئلة مسئلة متعلقة بها عمل فيكفى فيها بالظن الذى هو كاف فى الاحكام العملية،بل هى مسئلة علمية يطلب فيها اليقين}

(شرح المواقف:ص۴۰۴-دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:افضلیت کے مسئلہ میں جزم ویقین کے بارے میں کوئی گنجائش نہیں (غیر یقینی وغیر قطعی یعنی ظنی دلیل قبول نہیں)اور مستقل طور پر عقل کی کوئی دلالت افضلیت بمعنی

اکثریت ثواب پر نہیں ہوتی، بلکہ اس کی سند نقل (قرآن وحدیث) ہے، اور یہ مسئلہ ایسا مسئلہ نہیں، جس سے کسی عمل کا تعلق ہو، پس اس میں ظن کافی ہو جائے، جو عملی احکام میں کافی ہوتا ہے، بلکہ علمی مسئلہ (اعتقادی مسئلہ) ہے، جس میں یقین مطلوب ہوتا ہے۔

(۲) مجدد صدی چہار دہم امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:

''اب ہم جس کے لیے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لیے دو طریقے متصور، یا نصوص شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم وافضل واعلیٰ واجل ہے، اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن واسلم کہ بعد نص شارع کے چوں وچرا و مداخلت عقل نارسا کی مجال نہیں رہتی، اور قطع منازعت کے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

تبصرہ سابقہ میں شرف ایضاح پاچکا کہ جب ایک جماعت اہل فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے، اور وہ حکم کسی قید خاص سے اقتران نہ پائے تو اس سے یہی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضل کلی رکھتا ہے، اور قرب ووجاہت ومرتبہ ومنزلت میں ان سب سے بلند وبالا ہے، پس بعد تصریح شارع کہ فلاں افضل ہے، کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی، اور دلیل اپنی منزل منتہی وذروہ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے۔

یا دوسرا طریقہ استدلال واستنباط وتالیف مقدمات کا ہے، یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب :فاقول وباللہ التوفیق: بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر اٹھائی جاتی ہے، دوامر ہیں۔ایک ما فیہ التفاضل، دوسرا ما بہ الافضلیت۔ ما فیہ التفاضل تو وہ جس میں افضل ومفضول کی کمی بیشی مانی جاتی ہے، اور یہ امر دونوں طرف مشترک ہوتا ہے، مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضول میں کم، اور ما بہ الافضلیت وہ جو ما فیہ التفاضل میں افضل کی زیادت ....کرے۔ یہ خاص ذات افضل سے قائم ہوتا ہے۔ مفضول کو اس میں اس کم وکیف کے ساتھ اشتراک نہیں، اگرچہ کہیں بنفس وصف سے اتصاف پایا جائے، ورنہ اس میں تساوی

ہوتو بنائے تفاضل رأساً انہدام پائے، مثلاً شمشیر تیز براں کو تیغ کند نا کارہ پر تفصیل ہے۔ ما فیہ التفاضل قطع وجرح کہ وہ خوب کاٹتی ہے، اور یہ قصور کرتی ہے، اور ما بہ الافضلیت خوش آبی وپاکیزہ جوہری کہ تیغ اول سے مختص ہے، جس کے سبب اسے قطع وبرش میں مزیت ہوئی۔

جب یہ مقدمہ ذہن نشیں ہو چکا تو اب سمجھنا چاہئے کہ ما فیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیب دلیل کیا، نفس تحقق نزاع حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امر معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں۔ یہ زید کے لیے ثابت کرے، وہ عمرو کے واسطے مانے۔ اسی امر مشترک بالتفاوت کا نام ما فیہ التفاضل ہے، مگر ما بہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعی لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحث غامض ومزلۃ الاقدام، اور یہی امر مظنہ اختلاف اولی الافہام۔

پس ما نحن فیہ میں طریقہ استدلال یہ کہ مدعیٰ لہ کا ایک فضیلت میں نصًا خواہ استنباطاً اپنے ماوراسے امتیاز، پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادت قرب وکثرت وجاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے۔ اگر یہ دونوں مقدمے حسب مراد منزل ثبوت تک پہنچ گئے، دلیل تمام ہو کر احقاق حق والزام خصم کردے گی۔

اس میدان میں آ کر سنیہ وتفضیلیہ دوراہ ہو گئے۔ اہل تفضیل قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال، ہوائے تخیل میں بے پر کی اڑانے لگے۔ کہیں محض بعض صفات سے اختصاص کو فضل کلی کا مدار ٹھہرایا۔ کہیں کثرت فضائل وشہرت .... پکڑا۔ کبھی شرف نسب وعلو حسب وکرامت صہر ونفاست عیال پر نظر ڈالی۔

کبھی .... میں مزیت سلاسل طریقت کی مبدئیت تنزل ناسوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی کہ ہم بحمد اللہ تبصرات سالفہ میں ان اوہام کی قطع عرق کر آئے۔

سنیوں کا مرجع وماویٰ ہر بات میں حدیث شریف وقرآن اشرف اور مقام شرح

وتفسیر میں پیشوا کلمات اکابر سلف۔اب جو ہم گل چیں نظر کو ان باغوں میں اجازت گل گشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں۔کریمہ{**ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم**}تو نص جلی ہے کہ مدار افضلیت زیادت تقویٰ ہے،اور بیش تر احادیث واخبار بھی اسی کے مثبت،اور کریمہ{**ومنہم سابق بالخیرات باذن اللّٰہ ذلک ہو الفضل الکبیر**}میں سبقت الی الخیرات،اور کریمہ{**لایستوی منکم من انفق**}الآیۃ،اور بعض احادیث واکثر محاورات صحابہ میں سوابق اسلامیہ اور زمانہ غربت وشدت ضعف میں دین کی اعانت اور احادیث کثیرہ مرفوعہ وموقوفہ میں فضل صحبت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض اقوال علما میں کثرت نفع فی الاسلام اور مواضع اخر میں ان کے سوا اور امور کو بھی مناط تفضیل و مابہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول اللہ وقوتہ ان مضامین کو باب ثانی میں بسط کریں گے،لیکن غور کامل وفحص بالغ کو کام فرمایئے تو درحقیقت کچھ اختلاف نہیں۔اصل مدار ونقطہ پرکاران سب کا امور کا واحد ہے،جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر اسی طرف لوٹ جاتے ہیں۔وہ کیا ہے،یعنی کمال قوت ایمان کہ ایک صفت مجہولۃ الکیفیت ہے،جو قلب مومن پر کنوز عرش سے فائز ہوتی ہے۔عبارت اس کے ادا وایضاح سے قاصر۔جو کچھ کہا جارہا ہے،سب اس کے آثار وثمرات ہیں''۔

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ص۴۸ تا ۵۰-جامعہ اسلامیہ کھاریاں:پاکستان)

توضیح:اس رسالہ میں امام اہل سنت نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت ثابت فرمائی ہے۔فرقہ تفضیلیہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا قول کرتے ہیں۔اس رسالہ میں ان امور کی وضاحت کی گئی ہے،جن سے کسی کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ماقبل میں ثابت ہو چکا کہ کثرت اجر مدار افضلیت نہیں۔

شب قدر میں کثرت اجر کا ثبوت قرآن مجید سے ضرور ثابت ہوتا ہے،لیکن اولاً یہ مدار

افضلیت نہیں، ثانیاً کسی دوسرے عمل کا اجر شب قدر کے عمل سے زیادہ ہونا کچھ بعید نہیں ۔ بعض احادیث مبارکہ بھی مرقوم ہوئیں ۔

زمان ومکان، شخصیات، کتب وادیان وغیر ہا کی افضلیت کے اسباب ووسائل کیا ہو سکتے ہیں؟ ان امور کی تحقیق کے بعد کسی فیصلہ کن منزل میں پہنچنا آسان ہوسکتا ہے۔

اس طرح کے امور کسبی کم، وہبی زیادہ ہوتے ہیں۔جس کو عطائے الٰہی وتوفیق الٰہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

شب ولادت اقدس میں عبادت واعمال خیر

حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کے سبب شب ولادت مقدسہ میں عبادت واعمال خیر کی بجا آوری دراصل حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ہے ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر قسم کی تعظیم وتوقیر شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے جائز ومستحب اور موجب اجر وثواب ہے۔صرف ان امور سے باز رہا جائے گا،جن پر ممانعت وارد ہوچکی ہو،مثلاً سجدۂ تعظیمی وغیرہ۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے تحریر فرمایا:

''بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان، ایمان کی جان ہے اور علی الاطلاق مطلوبِ شرع ،تو جو کچھ بھی جس طرح بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیمِ اقدس کے لیے بجالائے،خواہ وہ بعینہٖ منقول ہو یا نہ ہو،سب جائز ومندوب ومستحب ومرغوب ومطلوب وپسندیدہ وخوب ہے، جب تک اُس خاص سے نہی نہ آئی ہو، جب تک اُس خاص میں کوئی حرجِ شرعی نہ ہو، وہ سب اس اطلاق ارشاد الٰہی {وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ} میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے، ولہٰذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب وتعظیم حبیب رب العالمین جل جلالہ وصلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے، اُسی قدر زیادہ خوب ہے۔

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق ومنسک متوسط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

''کل ماکان ادخل فی الادب والا جلال کان حسنا''.

امام ابن حجر مکّی جوہر منظّم میں فرماتے ہیں:

{تعظیم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللّٰہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللّٰہ ابصارھم} (نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ ص۲۴)

(۱) امام ابن ہمام حنفی (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) ودیگر فقہانے فرمایا کہ جو امر تعظیم وادب میں جتنا زیادہ کامل ہوگا، وہ اتنا ہی زیادہ اچھا ہوگا۔

(۲) امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے فرمایا کہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمائی ہے، وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وادب کی ان تمام اقسام اور صورتوں کو امر مستحسن تصور کرتے ہیں، جن امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شرکت نہ ہو۔ (الجوہر المنظم ص۱۲)

توضیح: جو تعظیم وادب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور جن امور کو عبادت کے طور پر انجام دیا جاتا ہے، مثلاً نماز، رکوع، سجدہ وغیرہ عبادات اور اس قسم کے تعظیمی امور جو معبود برحق کی تعظیم کے لیے خاص ہیں، وہ امور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اختیار نہیں کیے جائیں گے۔ ان کے علاوہ تعظیم وادب کی تمام صورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بجالانا درست ہے، جب تک کہ خاص طور پر اس امر سے ممانعت وارد نہ ہو۔

آیت مقدسہ ''وتعزروہ وتوقروہ'' میں تعظیم وتوقیر کو مطلق رکھا گیا ہے۔ اس سے ادب وتعظیم کے تمام امور بجالانے کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس بارے میں خصوصی

ممانعت نہ وارد ہو جائے، جیسے غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا شریعت اسلامیہ میں ممنوع قرار پایا۔

ارباب عشق ومحبت اسی اطلاق کو دلیل بنا کر شب ولادت اقدس میں عبادت وعمل کو اختیار کرلیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ برکات وحسنات سے سرفراز کیے جائیں گے۔

ایک بات کا خیال رکھیں کہ شب قدر میں خاص طور پر عبادت کا حکم آیا، اس لیے خاص طور پر شب قدر میں عبادت کی جائے گی، لیکن شب ولادت اقدس میں عبادت کا خاص حکم نہیں تو اس کے لیے وہ طریقہ اختیار کیا جائے گا جو افضل ایام میں روزہ رکھنے کا ہے، یعنی ایک دن قبل یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھیں، تاکہ افضل دن کے ساتھ روزہ کی تخصیص نہ ہو سکے، پس یہی طریقہ شب ولادت اقدس میں بھی اپنایا جائے کہ گیارہ وبارہ، یا بارہ وتیرہ کی راتوں کو عبادت کی جائے، تاکہ برکت بھی حاصل ہو، اور کسی طور پر اعتراض بھی نہ ہو سکے:

والله تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

مسلمانو! فکر بوبکر نے ابن قحافہ کو صدیق اکبر اور بعد الانبیا افضل البشر بنا دیا:

پس فکر صدیقی کی پیروی کرو، اور اپنی آخرت کو سنوار لو!

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم</u>

☆☆☆☆☆

خاتمہ

اپنے رسول کے قریب آؤ!

اے مسلمانو! ایمان وعقائد کی درستگی کے ساتھ اپنے اعمال واخلاق کو سنوارنے میں لگ جاؤ۔ خاص کر اپنے قلب وذہن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور جمائے رہو، درود وسلام کی کثرت کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارا باطن روشن ہوتا چلا جائے گا۔

محقق علی الاطلاق، امام المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے بحالت قیام تحفہ صلوٰۃ وسلام بدرگاہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنے کو ایک عظیم مقبول عمل بتایا اور بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی قوی امید ظاہر کرتے ہوئے رقم فرمایا:

''خداوندا! ہیچ عمل ندارم کہ شایستہ درگاہ تو بود۔ ہمہ بعلت نقصان معلول وبمفسدات نیت مشمول، جز یک عمل کہ ہر چند نسبت بایں جانب حقیر باشد ولیکن بذات پاک تو کہ بس عظیم وخطیر است۔ گرچہ اعمال بندگان ہمہ بہ نقصان وتقصیر موصوف است۔ اما زبان ادب است، تقصیر آں عمل راضی نیست۔ آں عمل کدام است؟ قیام بندگان در حضرت حبیب تو باتحفہ صلوٰۃ وسلام برآں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنعت تضرع وانکسار وافتقار۔ خداوندا! کدام موقف ومحل باشد کہ افاضہ خیر ونزول رحمت دروے زیادہ ازایں جا باشد؟ خداوندا! یقین صادق است کہ ایں عمل مقبول درگاہ تو خواہد بود، ورد وبطلان را بداں راہ نہ باشد ومن جاء ہذا الباب لا تخشی علیہ الاسترداد ابدا''۔ (اخبار الاخیار باب مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ص۳۲۰: نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

ترجمہ: یا اللہ! میرے پاس کوئی عمل ایسا نہیں، جو تیرے دربار کے لائق ہو۔ تمام اعمال خامی اور فساد نیت پر مشتمل ہیں، سوائے ایک عمل کے کہ گرچہ اس کی نسبت مجھ حقیر کی

جانب ہے، لیکن تیری ذات پاک کی رحمت کے سبب وہ شاندار اور عظیم ہے۔ گرچہ بندوں کے تمام اعمال خامی وکمی سے متصف ہوتے ہیں، لیکن زبان ادب ہے کہ اس عمل کو کمی سے متصف کرنے پر راضی نہیں۔ وہ کونسا عمل ہے؟ وہ تیرے بندوں کا تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تحفہ درود وسلام پیش کرنا ہے، انتہائی گریہ وزاری، عجز وانکساری اور محتاجگی و نیازمندی کے ساتھ۔ یا اللہ! وہ کون سا مقام ومکاں ہوگا کہ وہاں خیر وبرکت کی عطا اور رحمت کا نزول اس مقام سے زیادہ ہو؟ یا خدا! سچا یقین ہے کہ یہ عمل تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور رد وعدم قبولیت کو اس جانب راہ نہ ملے گی، اور جو اس دروازہ سے آیا، کبھی بھی اس کی دعا کے رد ہونے کا خوف نہیں۔

یہ فضیلت مجلس مولود کے قیام وسلام کے ساتھ خاص نہیں۔ دیوبندیوں نے اخبار الاخیار کے اردو ترجمے میں مجلس مولود کا اضافہ کردیا ہے۔ میں نے اصل فارسی عبارت اسی لیے نقل کردی، تاکہ اہل علم اصل حقیقت سے واقف ہوسکیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قد تمت الرسالة بفضل اللّٰه تعالٰی و کرمه ::وبعون حبیبه الاعلٰی و احسانه::صلوات اللّٰه تعالٰی وسلامه علیه ::وعلٰی آله واصحابه واتباعه :: وما شاء اللّٰه کان وما لم یشاء لم یکن ::فالحمد الکثیر للّٰه عزوعلا :: والشکر الجزیل لرسوله علیه التحیة والثناء ::ولاحول و لا قوة الاباللّٰه العلی العظیم::والصلٰوة صلاةً کاملةً والسلام سلامًا دائمًا علٰی حبیبنا الرؤف الرحیم::وعلٰی خلفائه الراشدین المهدیین الهادیین ::وعلٰی جمیع اهل بیته المطهرین الطاهرین ::واصحابه الطیبین واتباعه الکاملین ::وعلماء ملته الراسخین الوارثین::وعلٰی عساکره المحافظین لناموسه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآله واصحابه واتباعه وبارک وسلم الٰی یوم الدین::

محمد رسولنا ﷺ

اَلْفَرْحُ كُلَّ الْفَرْحِ وَالنِّعْمَةُ الْكُبْرٰى لَنَا

شُكْرًا لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُنَا

اَنْتَ مُمْتَنَعُ النَّظِيْرُ لَا يُمْكِنُ فِى الْخَلْقِ مَثِيْلُكَ

فَهَيْهَاتَ لِلسُّفَهَاءِ يَقُوْلُوْنَ اَنْتَ مِنْ اَمْثَالِنَا

حُبُّنَا بَسِيْطٌ وَاَنْتَ حَبِيْبُنَا الْمُتَوَحِّدُ الْمُتَفَرِّدُ

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سَرْمَدًا لَا يَسَعُ غَيْرُكَ فِىْ قُلُوْبِنَا

اَخْرَجْنَا مِنْ اَذْهَانِنَا كُلَّ عَدُوِّكَ الرَّذِيْلِ

اَنْتَ الْهَادِى اَنْتَ الْكَافِى اَنْتَ رُوْحُ اِيْمَانِنَا

اَنْتَ حَبِيْبُنَا الْمُتَوَحِّدُ فِى الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ

وَحُبُّكَ الْمَحْمُوْدُ فِى الْاٰخِرَةِ زَادٌ لَنَا

حُبُّكَ مَعَ تَعْظِيْمِكَ اُشْرِبَ فِىْ قُلُوْبِنَا

فَاَنْتَ مُعَظَّمٌ وَمُوَقَّرٌ وَاَحَبُّ اَحْبَابِنَا

مَنْ قَبِلْتَهُ فَهُوَ مَقْبُوْلٌ وَاَشْرَفُ اَشْرَافِنَا

فَنَرْجُوْا مِنَ اللّٰهِ الْقَبُوْلَ عِنْدَ سَيِّدِ سَادَاتِنَا

حُبَّ حَبِيْبِهِ الْمُصْطَفٰى وَالْاِيْمَانَ كَامِلًا

نَطْلُبُ مِنَ اللّٰهِ لَنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَاَحْفَادِنَا

اَلزِّيَارَةَ هٰهُنَا وَاللِّقَاءَ فِى الْجِنَانِ دَائِمًا

يَا اِلٰهِىْ اَعْطِنَا هٰذَا اَفْضَلُ مَقْصُوْدِنَا

نَدْفَعُ دِفَاعًا تَامًّا عَنِ الْحَبِيْبِ دَائِمًا

فَادْفَعْ عَنَّا يَا حَبِيْبَنَا وَعَنْ اَحْبَابِنَا وَاَعْوَانِنَا

مَنْ نَظَرَ طَاعِنًا اِلٰی حَبِیْبِنَا الْمُجْتَبٰی

فَعَلَیْنَا خِطَافُ عَیْنِہٖ مِنْ اَرْمَاحِنَا وَاَقْوَاسِنَا

اَنْتَ الْمُرْشِدُ اَنْتَ الْقَائِدُ نَحْنُ مِنْ اَتْبَاعِکَ

فَخُذْ اَیْدِیَ الْعِبَادِ وَاصْلِحْ فِیْ اَحْوَالِنَا

اَلْعِبَادُ حَاضِرُوْنَ عِنْدَ خلیفةِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نَرْجُوْا کُلَّ الْخَیْرَاتِ الْحِسَانِ یُعْطٰی فِیْ اَقْدَاحِنَا

نَسْأَلُکَ طَاعِمِیْنَ مِنْ جُوْدِکَ الْعَطَاءَ

اِذْ لَمْ نَجِدْ عِنْدَ الْحَبِیْبِ فَاِلٰی اَیْنَ رُجُوْعُنَا

نَحْنُ مُحْتَاجُوْنَ اِلَیْکَ فِی الْحَاجَاتِ کُلِّهَا

وَاَنْتَ مُخْتَارٌ مِنَ اللّٰہِ فَاقْضِ کُلَّ حَاجَاتِنَا

کُلَّ خَیْرٍ بَعْدَ الْاِلٰہِ وَجَدْنَا مِنْ عَطَائِکَ

فَاَنْتَ الْمَاوٰی،اَنْتَ الْمَلْجَأُ وَوَسِیْلَةٌ اِلٰی اِلٰهِنَا

عِلْمُنَا مِنْ تَعْلِیْمِکَ وَالتَّوْفِیْقُ مِنْ اِلٰهِکَ

وَالْوَحْیُ الْمُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَعَ قَوْلِکَ هَادِلَنَا

اَنْتَ اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ وَاَعْلَمُ مِنْ کُلِّ خَلْقٍ

وَالْعِلْمُ وَکُلُّ الْفَضْلِ مِنْ دِیَارِکَ یُعْطٰی لَنَا

وَکَیْفَ تَصِفُ اللِّسَانُ کَمَا هُوَ مِنْ شَانِکَ

فَنَمْدَحُکَ یَا حَبِیْبُ بِمَا تَنْتَهِیْ اِلَیْهِ عُلُوْمُنَا

اَلْحَقُّ مَا قُلْتَ لَا یَعْرِفُکَ حَقِیْقَةً سِوَا اللّٰہِ

اَلْاَنْبِیَاءُ اَیْضًا مُتَحَیِّرُوْنَ فِیْ فَضْلِکَ فَمَا لَنَا

اَلْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَاَهْوَالُہٗ وَنَحْنُ عِبَادٌ مُذْنِبُوْنَ

اَنْتَ الشَّفِيْعُ وَالرَّؤُوْفُ وَعِنْدَ اللّٰهِ لِسَانُنَا

اِذَا كُنَّا فِى الْحَشْرِ نَاظِرِيْنَ اِحْتِيَاجًا اِلَيْكَ

فَانْصُرْنَا يَاحَبِيْبَنَا وَانْظُرْنَا وَاشْفَعْ لَنَا

كَيْفَ تَنْسَانَا يَاحَبِيْبَنَا وَنَحْنُ مِنْ جُنُوْدِكَ

عِنْدَ الْمِيْزَانِ وَالْحِسَابِ اِذَا وُزِنَ اَعْمَالُنَا

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْغُفْرَانَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

لِاٰبَائِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَيَا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

هَبْ لَنَا يَا رَبَّنَا حُبَّ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى

هُوَرَسُوْلُنَا الْمُرْتَضٰى وَحَبِيْبُكَ وَحَبِيْبُنَا

☆☆☆☆☆

میلاد مصطفوی اور ابولہب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منانے پر اجر وثواب ملنے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ ابولہب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا، اس کی وجہ سے وہ کافر ہونے کے باوجود اجر وثواب کا مستحق ہوا، پھر مسلمان کیوں اجر وثواب کا مستحق نہیں ہوگا؟

﴿قَالَ عُرْوَةُ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ: لَمْ اَلْقِ بَعْدَكُم غَيْرَ اَنِّیْ سُقِيْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعِتَاقَتِیْ ثُوَيْبَةَ﴾

(صحیح بخاری: ج ۲ باب وامہاتکم اللاتی ارضعنکم)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ثویبہ ابولہب کی باندی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلائی تھی، پس جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ کو خواب میں ابولہب بری حالت میں دکھایا گیا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا: تم نے کیا پایا؟ ابولہب نے کہا: میں نے تم لوگوں کے بعد اس کے علاوہ (کوئی بھلائی) نہیں پایا کہ مجھے اس (دو انگلیوں کے درمیان) میں سیراب کیا جاتا ہے، میرے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے۔